Courtesy www.pdfbooksfree.pk
۱۹
ناگ، ماریا اور عنبر کے پانچ ہزار سالہ ....
انسانی بلی
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK
PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرکولیشن پروڈکشن انچارج

جلال النور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پانچ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل :
تعداد : دو ہزار

ب : مکتبہ اقراء ۱۴۰ ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : الجدہ پرنٹرز لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ابن الماس کی روح کی آخری اولاد ذرگال کی تلاش میں خونخوار اپاچی قبیلے والوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے۔ ایک آدمی اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ عنبر کسی خفیہ خزانے کی تلاش میں ہے۔ وہ عنبر کو ہلاک کر کے اس سے خزانے کا نقشہ چھین لینا چاہتا ہے۔ عنبر آدھی رات کو ایک جنگل میں قیام کرتا ہے۔ ڈاکو اس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ وہ بھی اس جنگل میں آ کر رک جاتا ہے۔ اور عنبر کی طرف پستول لے کر بڑھتا ہے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ یہ آپ خود ورق الٹ کر پڑھیے۔

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- آدم خور اپاچی
- غیبی قدموں کی آواز
- دیوتا کا بیٹا
- قبر کی تلاش
- انسانی بلی

آدم خور اپاچی

ماریا جادو کی ان دیکھی دیوار میں قید ہوگئی۔

وہ بے بس ہو کر زمین پر بیٹھ گئی۔ اس کے ارد گرد ایک گول اونچی بلند جادو کی دیوار کھنچ گئی تھی جو اسے نظر نہیں آتی تھی اور جس میں سے وہ باہر بھی نہیں نکل سکتی تھی۔ ریڈ انڈین جادوگر نے درخت سے لٹکتے ہوئے مردے کی طرف دیکھا۔ اس کی چھاتی سے نکلی ہوئی پسلی اپنا کام کر گئی تھی۔ مردے نے کہا:

"غیبی عورت کا نام ماریا ہے۔ وہ پانچ ہزار سال سے زندہ اور غیب چلی آ رہی ہے۔ اس وقت وہ تمہاری اور میری قید میں ہے۔"

جادوگر ریڈ انڈین بولا: "کیا وہ اسی جگہ پہاڑوں میں رہے گی؟"

مردہ بولا: "نہیں۔ میں اسے اپنے جادو کے زور سے اس پہاڑ کے اندر ایک کنوئیں میں بند کر دوں گا جہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے وہ ساری زندگی باہر نہیں آ سکے گی۔"

"کیا میں اسے دیکھ سکوں گا؟" ریڈ انڈین جادوگر نے پوچھا۔

مردے نے جواب دیا: "نہیں۔ کوئی زندہ انسان سوائے میرے اسے نہیں دیکھ سکتا۔ تمہیں اس کی ضرورت بھی نہیں۔ میں اسے قید کر دوں گا۔ تم قبیلے کے سردار بن جاؤ گے۔ تمہیں اور کیا چاہیے؟"

ریڈ انڈین بولا۔ "میں کس طرح سے غائب ہو سکوں گا؟"

مردہ کہنے لگا: "تم میرے مردہ ناخن کو کاٹ کر اس کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈال رکھو۔ پھر جب تم آنکھیں بند کر کے میرا نام لو گے غائب ہو جاؤ گے۔"

ریڈ انڈین نے اسی وقت مردے کے پاؤں کی ایک انگلی کا ناخن کاٹ کر اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر اس کا تعویذ بنایا اور اپنے گلے میں ڈال لیا۔ پھر اس کو مُردے نے اپنا نام بتایا۔ ریڈ انڈین جادوگر نے مُردے کا نام لیا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔ ابھی اس کی آنکھیں بند تھیں۔ جب اُس نے آنکھیں کھولیں تو اُسے اپنے ہاتھ پیر ٹانگیں اور جسم کا کوئی بھی حصہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ غائب تھا۔ جادوگر بڑا خوش ہوا۔ بولا:

"تمہارا شکریہ! میں اب اپنے قبیلے کا سردار بن سکوں

گا۔ میں سارے قبیلوں کو شکست دے سکوں گا۔ اب میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ لیکن۔ میں اگر ظاہر ہونا چاہوں تو کیا کروں؟"

مردے نے کہا: "تم صرف میرے ناخن کا تعویذ اپنے گلے سے اتار لینا۔ اس کے ساتھ ہی تم ظاہر ہو جاؤ گے۔"

ریڈ انڈین جادوگر نے جونہی اپنے گلے سے تعویذ اتارا۔ وہ پھر سے ظاہر ہو گیا۔ اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ خوشی سے ناچنے لگا۔ پھر ایک دم اسے ماریا کا خیال آگیا۔ کیونکہ جب تک وہ غیبی عورت زندہ ہے اس کی طاقت کو چیلنج کر سکتی تھی۔ اور اپنی کرامت دکھا کر اسے شکست دے سکتی تھی۔ اس نے مردے سے کہا:

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اس غیبی عورت ماریا کو ہلاک کر دو؟"

مردہ بولا: "نہیں۔ یہ میری طاقت سے باہر ہے۔ میں اسے ساری زندگی پہاڑ کے اندر کنوئیں میں قید تو کر سکتا ہوں مگر اسے ہلاک کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ وہ اب ہمیشہ اسی کنوئیں میں رہے گی۔ میں نے جادو کے زور سے اسے پہاڑ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندر والے کنوئیں میں پہنچا دیا ہے۔"

ریڈ انڈین نے مردے کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔ اسے درخت سے اتار کر اپنے کاندھے پر اُٹھایا اور پہاڑیوں میں سے گذر کر ایک ویران قبرستان میں لے جا کر اس کی قبر میں دوبارا دفن کر دیا۔ مردے کی پسلی اسی جگہ پہاڑیوں میں پڑی رہی۔ اسے ریڈ انڈین نے نہ اُٹھایا۔

یہاں سے وہ سیدھا اپنے قبیلے کی طرف روانہ ہوا۔ یہ وہی اپاچی قبیلہ تھا جس کی تلاش میں عنبر بگھی میں جو لیانہ اور مریانہ اور ان کے بوڑھے باپ کے ساتھ بیٹھا ٹیکساس کے شہر کی طرف جا رہا تھا۔ دوسرے روز ریڈ انڈین نے سارے قبیلے میں جا کر اعلان کر دیا کہ دیوتاؤں نے اسے ان کا سردار بنا کر بھیجا ہے۔ لوگوں نے جب اس سے اس کا ثبوت مانگا تو اس نے جھونپڑے کے اندر جا کر مردے کے ناخن کا تعویذ گلے میں ڈال لیا اور آنکھیں بند کر کے مردے کا نام لیا اور غائب ہو گیا۔ اب وہ غیبی حالت میں باہر آ کر بولا:

"اس کا ثبوت یہ ہے کہ دیوتاؤں نے مجھے یہ طاقت دی ہے کہ میں جب چاہوں غائب ہو جاؤں۔ اس وقت میں تمہارے سامنے غیبی حالت میں ہوں اور تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔"

پھر ریڈ انڈین جادوگر نے زمین پر سے ایک نیزہ اٹھایا۔ لوگوں نے دیکھا کہ نیزہ خود بخود ہوا میں بلند ہو گیا۔ وہ ڈر گئے۔ انہوں نے ایک دم سجدہ کر دیا اور کہا:

"تم ہمارے سردار ہو۔ تم ہمارے دیوتا ہو۔"

اسی وقت ریڈ انڈین جادوگر نے اپنے گلے سے تعویذ اتار کر چھپا لیا اور وہ پھر سے سب کو نظر آنے لگا۔ یہ ایسی کرامت تھی کہ سب دنگ رہ گئے اور انہوں نے اسے اپنے اپاچی قبیلے کا سردار مان لیا۔ بادشاہ ابی الماس کے خاندان کا آخری شہزادہ زرگال اسی قبیلے میں غلاموں کی سی زندگی بسر کر رہا تھا اور مصیبت کے دن گذار رہا تھا۔ اسی روز ریڈ انڈین جادوگر کی تاج پوشی کی گئی اور وہ اپاچی سردار بن گیا۔

اُدھر ماریا نے دیکھا کہ وہ گویا کسی جادو کے اثر سے پہاڑیوں میں سے نکل کر پہاڑ کے اندر ایک گہرے کنوئیں میں اتر گئی ہے اور ہزار کوشش کے باوجود وہاں سے باہر نہیں نکل سکتی۔ ماریا بے حد پریشان ہوئی۔ اس نے کئی بار چھلانگ لگا کر اُوپر اُڑنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکی۔ کنوئیں کی دیوار پتھر کی تھی اور اس میں سے ایک بھی پتھر اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کنوئیں کے پتھروں پر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور خدا سے دعا کرنے لگی کہ وہ اسے اس مصیبت سے نجات دلائے۔

ناگ تو سمندری جہاز میں بیٹھا سپین کی طرف چلا آ رہا تھا تاکہ عنبر اور ماریا کو تلاش کر سکے۔ دوسری طرف عنبر کاوئچ بگھی میں بیٹھا دو بہنوں اور ان کے باپ کے ساتھ ٹیکساس شہر کی طرف جا رہا تھا۔ کیونکہ وہاں سے وہ علاقہ پچاس میل کے فاصلے پر تھا جہاں اپاچی قبیلے کے پہاڑ شروع ہوتے تھے۔ یہی پہاڑ عنبر کی منزل تھی۔

صبح ہوتے ہی کاوئچ بگھی ٹیکساس کے پرانے شہر میں پہنچ گئی۔ اس زمانے میں یہ شہر امریکی کاؤ بوائز اور زبردست نشانچی پستول چلانے والوں کے لیے سارے امریکہ میں مشہور تھا۔ عنبر نے ایک ہوٹل میں جا کر منہ ہاتھ دھویا۔ کافی پی کر تازہ دم ہوا اور ہوٹل کے مالک سے اپاچی قبیلے کی طرف جانے والے راستے کے بارے میں پوچھا۔ ہوٹل کے مالک نے ہنسنے کی نظروں سے عنبر کو غور سے دیکھا اور گردن ٹیڑھی کر کے کہا:

"کیا تم قتل ہونا چاہتے ہو؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپاچی لوگ تمہاری گردن کاٹ کر تمہارے سر کو چھوٹا کر کے اپنے گھر کے باہر لٹکا دیں؟"

عنبر نے کہا: "میں ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں چاہتا۔"

"تو پھر تم اپاچی لوگوں کے علاقے کا راستہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

عنبر بولا: "میرا ایک بھائی ادھر زمینداری کرتا ہے۔ میں اس کی تلاش میں یہاں آیا ہوں۔ اگر تم مجھے ان پہاڑوں کا راستہ بتا دو جہاں اپاچی قبیلے کے ریڈ انڈین رہتے ہیں تو میں تمہارا شکر گزار ہوں گا۔"

ہوٹل والے کے پاس ایک دوسرا آدمی بھی آ کر کھڑا ہو گیا جو کاؤ بوائے والے لباس میں تھا اور جس کی پیٹی کی دونوں جانب پستول لٹک رہے تھے۔ اس نے عنبر کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"برخوردار! تم ابھی نوجوان ہو۔ کیوں اپنی جان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہو۔ اپاچی لوگ کسی آنے والے کو زندہ نہیں چھوڑتے۔ کیا تم افریقہ کے رہنے والے ہو؟ مگر تمہارا رنگ زیادہ کالا نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا: "میں شمالی افریقہ کے ملک مصر کا رہنے والا ہوں۔ میرا ایک رشتے کا بھائی عرصہ ہوا ادھر آ گیا تھا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ اپاچی قبیلے کی پہاڑیوں میں رہتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاؤ بوائے نے قہقہہ مار کر ہنسا: "یقیناً اس کی قبر اپاچی پہاڑیوں میں ہوگی۔ میں تمہیں پھر کہوں گا کہ اُدھر جانے کا خیال دل سے نکال دو اور یہیں سے واپس چلے جاؤ۔"

عنبر نے کہا: "میں واپس جانے کے لیے نہیں آیا۔ اگر آپ مجھے اپاچی پہاڑیوں کا راستہ بتا سکتے ہیں تو بتا دیں۔ نہیں تو میں خود وہاں جا کر تلاش کر لوں گا۔"

کاؤ بوائے سر کو جھٹک کر چلا گیا۔ ہوٹل کے مالک نے کہا: "سنو! شہر کے شمال میں ایک چشمہ ہے۔ اس چشمے کے قریب سے ایک کچا راستہ اپاچی پہاڑیوں کو جاتا ہے۔ مگر یہ راستہ بڑا لمبا ہے۔ پورے پچاس میل کا فاصلہ ہے۔"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا اور ہوٹل سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی وہی کاؤ بوائے اپنی میز سے اُٹھ کر کاؤنٹر پر ہوٹل کے مالک کے پاس آیا اور راز داری میں بولا:

"یہ مصری نوجوان مجھے بڑا پراسرار لگتا ہے۔ میرا خیال ہے یہ ضرور کسی خزانے کی تلاش میں یہاں آیا ہے۔ اور ہم سے چھپا رہا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

ہوٹل کے مالک نے کہا: "شک مجھے بھی ہے۔ ورنہ۔

ایک نوجوان کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ مصر سے یہاں آئے اور اپاچی قبیلے کی طرف جانے کا خطرہ مول لے۔"

کاؤ بوائے نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ جیب سے اخروٹ نکال کر اسے توڑنے لگا۔ پھر اس نے اس کا مغز نکالا۔ آدھا ہوٹل کے مالک کو دیا اور آدھا اپنے منہ میں ڈال کر اُسے چباتے ہوئے بولا:

"تم بھی اخروٹ کھاؤ۔"

اور مسکراتا ہوا ہوٹل سے باہر نکل گیا۔ کاؤ بوائے نے عنبر کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ عنبر ہوٹل سے نکل کر سیدھا اس ہوٹل میں گیا جس کی اُوپر والی منزل کے چھوٹے سے کمرے کو اس نے ایک دن کے لیے کرائے پر لے رکھا تھا۔ اپاچی قبیلے کو جانے والا راستہ اسے معلوم ہو گیا تھا۔ اب وہ وہاں بیٹھ کر وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے ہوٹل والے کو پیسے ادا کیے۔ ایک گھوڑا خریدا اور اُس پر کر اپاچی قبیلے کی طرف چل پڑا۔ شہر سے باہر نکل کر وہ چشمے پر آگیا۔ یہاں سے ایک کچا راستہ خشک ٹیلوں کے بیچ سے ہو کر ایک میدان کی طرف جاتا تھا۔ جہاں دُور دُور تک سوائے چھوٹی بڑی کانٹے دار جھاڑیوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے گھوڑے کو خوب سیر ہو کر پانی پلایا اور اُس پر بیٹھ کر اپنے پچاس میل لمبے سفر پر روانہ ہو گیا۔ عنبر کو کوئی خبر نہیں تھی کہ ٹیکساس کا کاؤ بوائے اس کے پیچھے پیچھے کچھ فاصلے پر گھوڑے پر سوار چلا آ رہا تھا۔ یہاں سورج خوب چمک رہا تھا اور گرمی خوب ہو گئی تھی۔ عنبر کو تو نہ پیاس لگتی تھی اور نہ گرمی ہی محسوس ہوتی تھی۔ لیکن اس نے گھوڑے کے لیے چھاگل پانی سے بھر کر رکھ لی تھی۔ راستے میں کہیں کہیں خشک گھاس کا ٹکڑا آ جاتا تو وہ گھوڑے کو روک کر گھاس چرا دیتا اور پھر اپنے سفر پر چل پڑتا۔

شام ہو گئی۔ ابھی آدھا راستہ ہی طے ہوا تھا۔ میدان میں خنکی پیدا ہو گئی۔ پھر رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیلنے لگا۔ عنبر کا گھوڑا بھی تھک گیا تھا۔ اس نے ایک جگہ اونچی جھاڑیوں میں رات بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ گھوڑے سے اُتر آیا۔ گھوڑے کو اس نے چھاگل میں سے پانی پلایا۔ کچھ خشک گھاس اور جھاڑیوں کے پتے توڑ کر اس کے آگے ڈالے اور خود کچھ سوکھی لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلائی اور قریب ہی کمبل بچھا کر اس پر لیٹ گیا اور ناگ اور ماریا کے بارے میں غور کرنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ ابی المابن کی روح نے ماریا کو بتا دیا ہو گا کہ عنبر امریکہ چلا گیا ہے اور وہ اس کی

تلاش میں امریکہ کے ملک میں اور شاید اسی علاقے میں پہنچ چکی ہو گی۔ عنبر کو پوری اُمید تھی کہ وہ اس کی تلاش میں آئے گی اور کہیں نہ کہیں اپاچی پہاڑوں میں اسے مل جائے گی۔ اس کو کچھ علم نہیں تھا کہ ماریا وہاں سے تھوڑی دُور ہی دریا کنارے پہاڑوں کے اندر ایک کنوئیں میں قید ہو چکی ہے اور وہ جادو کا کنواں ہے اور مُردے کے قبضے میں ہے۔ یہ راستہ عنبر کے راستے میں ہی پڑتا تھا۔ کیونکہ اس دریا کے آگے اپاچی قبیلے کا علاقہ شروع ہوتا تھا۔

ویران سنسان میدان کی رات بڑی خاموش تھی۔ صرف کسی وقت جھینگر کے بولنے کی آواز آ جاتی تھی۔ گھوڑا اندھیرے میں ہی کھڑے کھڑے بڑے مزے سے آرام کر رہا تھا۔ آسمان پر کہیں کہیں ستارے چمک رہے تھے۔ عنبر نے محسوس کیا کہ یہاں کے آسمان پر ستارے اتنی خوب صورتی سے نہیں چمکتے جتنی خوب صورتی اور تیزی سے مصر کے آسمان پر چمکا کرتے تھے۔ عنبر خاموشی سے کمبل پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کچھ کھلی کچھ بند تھیں۔ وہ سوچ بھی رہا تھا اور جاگ بھی رہا تھا۔ گھوڑے نے منہ سے خر خر کی آواز نکالی۔ عنبر نے کوئی خیال نہ کیا۔ حالانکہ گھوڑے نے اسے خبردار کیا تھا کہ آس پاس کوئی اجنبی آیا ہوا ہے۔ یہ اجنبی کون تھا؟

عنبر کو معلوم نہیں تھا۔

یہ اجنبی ٹیکساس کے شہر کا وہی کاؤ بوائے تھا جس کو شبہ تھا کہ عنبر اپاچی قبیلے کی پہاڑیوں کی طرف کسی خفیہ خزانے کی تلاش میں جا رہا ہے اور وہ صبح ہی سے عنبر کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ کاؤ بوائے عنبر سے تھوڑی دُور جھاڑیوں کے اندھیرے میں کھڑا تھا۔ جھاڑیوں سے نکل کر جب وہ عنبر کے قریب آیا تو گھوڑے نے خرخر کی۔ کاؤ بوائے فوراً واپس چلا گیا۔ وہ صرف یہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ عنبر وہاں موجود ہے۔ کیونکہ کاؤ بوائے عنبر کا خزانے تک پیچھا کرنا چاہتا تھا اور اسے اپنی نظروں میں رکھنا چاہتا تھا۔

دن نکلا تو عنبر نے اپنا سفر پھر سے جاری کر دیا۔

کاؤ بوائے بھی اس کے پیچھے لگ گیا۔ اب علاقہ کہیں کہیں سرسبز تھا۔ بیچ میں کہیں برساتی نالے بھی تھے۔ ایک جانب سے دریا آ کر عنبر کے ساتھ چلنے لگا۔ یہاں ایک طرف ڈھلان تھی جس پر درخت کھڑے تھے۔ اب عنبر اس جگہ سے گذر رہا تھا جہاں اپاچی قبیلے کے جادوگر سردار ریڈ انڈین نے مُردے کو درخت پر لٹکا کر اس کی پسلی نکالی تھی اور پھر وہ پسلی ماریا کی طرف پھینک کر اسے جادو کی دیوار میں قید کر لیا تھا۔ تھوڑی دُور جا کر دریا ایک طرف کو مُڑ گیا۔ دُھوپ خوب

نکلی ہوئی تھی۔ عنبر گھوڑے پر بیٹھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک گھوڑا یوں بدک کر ایک طرف ہو گیا جیسے سامنے سانپ آ گیا ہو۔

عنبر نے جُھک کر دیکھا: سانپ تو کہیں نہیں تھا ہاں ایک پسلی ضرور گھاس پر پڑی تھی۔ یہ وہی پسلی تھی جو مُردے کے سینے سے نکالی گئی تھی۔ اور جس پر ابھی تک طِلسم کا اثر تھا۔ عنبر نے پہلے تو کوئی خیال نہ کیا اور وہ گھوڑے کو دوسری طرف لے گیا مگر اس نے دیکھا کہ پسلی اپنی جگہ سے ہلی۔ وہ ذرا اُوپر جا کر دوبارا زمین پہ گر پڑی۔ عنبر رُک گیا۔ وہ گھوڑے سے اُتر کر پسلی کے پاس آ گیا۔ اس قسم کی جادو کی طِلسمی چیزوں سے اسے شروع ہی سے بہت لگاؤ تھا۔ اس نے پسلی کو ہاتھ میں اُٹھا لیا۔

اس کے ہاتھ میں آتے ہی پسلی ساکت ہو گئی۔ عنبر نے خیال کیا کہ شاید اس کا وہم تھا۔ یہ جادو کی پسلی نہیں ہے۔ اس نے پسلی کو وہیں پھینک دیا۔ زمین پر گرتے ہی وہ ہوا میں تھوڑا بلند ہو کر رُکی اور پھر زمین پہ گر پڑی۔ عنبر سمجھ گیا کہ اس پسلی پر کسی نے طلسم کر رکھا ہے۔ اس نے پسلی اُٹھا کر اپنی قمیض کے اندر رکھی اور گھوڑے پر آ کر بیٹھ گیا۔ گھوڑا کچھ دُور ڈر ڈر کر چلا۔ پھر سیدھا ہو کر اپنی منزل کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف بھاگنے لگا۔

کاؤ بوائے کچھ فاصلے پر برابر عنبر کا پیچھا کر رہا تھا۔ دو بھرے ہوئے ریوالور ایک چاقو اس کی پیٹی کے ساتھ بندھا تھا۔ وہ بھی گھوڑے کو کبھی آہستہ اور کبھی بھگا کر عنبر کا تعاقب جاری رکھے ہوئے تھا۔ یہاں سے اپاچی قبیلے کا علاقہ شروع ہونے ہی والا تھا۔ کاؤ بوائے کو اس خطرے کا احساس تھا جو اس علاقے میں داخل ہو کر پیدا ہونے والا تھا۔ لیکن عنبر اس خطرے سے بے نیاز برابر آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کاؤ بوائے چاروں طرف سے چوکنا ہو گیا تھا۔

یہاں سے اپاچی انڈین لوگوں کا علاقہ شروع ہوتا تھا۔

اپاچی پہرے دار اِدھر اُدھر کی پہاڑیوں میں زہریلے تیر لیے چھپے پہرہ دیا کرتے تھے۔ وہ پہاڑ کی چوٹی پر دھوئیں سے ایک دوسرے کو سگنل بھی دیتے تھے۔ یہاں جنگل اور وادی کا کچا راستہ آ کر بند ہو جاتا تھا۔ عنبر ایک جھاڑی کے پیچھے سے باہر نکلا تو ٹھٹھک کر رک گیا۔

سامنے ایک بانس پر انسانی کھوپڑی اور بازو کی ہڈیاں ٹنگی ہوئی تھیں۔ یہ گویا خطرے کا نشان تھا اور مسافروں کو خبردار کیا گیا تھا کہ اگر انہیں اپنی جان عزیز ہے تو یہاں

سے آگے نہ جائیں۔ کیونکہ آگے اپاچی ریڈ انڈین کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ جو اپنے قبیلے کے سوا ہر اجنبی کے دشمن ہیں اور خود مر جانا اور کسی کو مار دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

عنبر خطرے کو محسوس کرتے ہوئے گھوڑے سے اتر آیا۔ اسے اپنی جان کی تو پروا ہی نہیں تھی۔ وہ اس لیے چھپ کر اپاچی لوگوں میں جانا چاہتا تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر ملے بغیر ہی ابی الماس بادشاہ کی آخری اولاد زرگال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ شور مچ جانے پر وہ زرگال کو قتل بھی کر سکتے تھے۔ عنبر نے گھوڑے کو واپس بھیج دیا اور خود اکیلا پہاڑیوں اور برساتی نالے میں سے گذرتا آگے بڑھنے لگا۔

کاؤ بوائے نے جب دیکھا کہ یہ عنبر تو بے دھڑک خطرے کی سرزمین میں بھی بڑھتا جا رہا ہے تو اسے یقین ہو گیا کہ وہ کسی بڑے ہی قیمتی خزانے کے پیچھے ہے کہ جس کی خاطر اس کو اپنی جان کی بھی فکر نہیں ہے۔ کاؤ بوائے نے بھی اپنا گھوڑا ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا اور خود پیدل عنبر کے پیچھے روانہ ہو گیا۔

عنبر جس پر خشک برساتی نالے میں سے گذر رہا تھا۔ اس کنارہ کافی اونچا تھا اور ڈھلان پر گھاس اگی ہوئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر اس نالے کی دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر کاؤ بوائے بھی اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ عنبر گھوڑوں کے دوڑنے کی آوازیں سن کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید گھوڑے برساتی نالے میں نہ آ رہے ہوں۔ مگر یہ گھوڑے نالے سے باہر ذرا فاصلے پر دوڑتے ہوئے گذرے تھے۔ ان کی ننگی پیٹھوں پر ریڈ انڈین سوار تھے۔ وہ زور زور سے منہ سے چیخوں کی آوازیں نکالتے وہاں سے گذر گئے۔

عنبر نے نالے کے کنارے پر منہ نکال کر انہیں دور سرسبز درختوں کے جھنڈ میں گم ہوتے دیکھا تو سوچا کہ ہو نہ ہو یہی ریڈ انڈین اپاچی لوگ ہیں۔ وہ سچ مچ اپاچی لوگ تھے اور عنبر ان کے دشوار اور خطرناک علاقے میں پہنچ چکا تھا۔ ان کے جسموں پر سرخ و سفید اور زرد رنگوں کی دھاریاں تھیں۔ سارا بدن ننگا، صرف کمر کے گرد لنگوٹی بندھی تھی اور ہاتھوں میں نیزے تھے۔ وہ گھوڑوں پر بغیر کاٹھی کے بیٹھتے تھے اور دوڑاتے اور دشمن پر حملہ کرتے وقت منہ سے چیخوں کی آوازیں نکالتے تھے۔

جب اپاچی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو عنبر کھائی سے نکل آیا اور مغرب کی جانب جو میدان تھا اس

طرف چلنے لگا۔ یہاں ارد گرد گھاس کے سرسبز ڈھلانی میدان پھیلے تھے۔ کہیں کہیں کھیت بھی دور نظر آ رہے تھے۔ یہ سب سے خطرناک علاقہ تھا۔ اس کا احساس عنبر کو نہیں مگر کاؤ بوائے کو اچھی طرح تھا۔ عنبر بھی اگرچہ بڑی احتیاط سے چل رہا تھا مگر کاؤ بوائے تو جھک کر آگے بڑھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کسی نہ کسی طرف سے کوئی تیر آ کر اس کی پیٹھ میں کھب جائے گا۔ عنبر اس جانب آ گیا جدھر درختوں کے بے شمار جھنڈ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑے تھے۔ یہاں تک پہنچتے پہنچتے سورج غروب ہو گیا اور شام کے سائے اترنے لگے۔

ذرا فاصلے پر کچی پگ ڈنڈی تھی۔ اس پر چند ایک اپاچی انڈین گھوڑے دوڑاتے گذر گئے۔ عنبر رک گیا۔ وہ غور کرنے لگا کہ اب جب کہ وہ قبیلے کے علاقے میں آ گیا ہے اسے زرگال نوجوان کو کہاں تلاش کرنا چاہیئے۔ میرا خیال ہے مجھے رات اسی جگہ بسر کرنی چاہیئے تاکہ صبح دن کی روشنی میں وہ علاقہ تلاش کیا جائے جہاں ان لوگوں کے غلام کام کرتے ہیں۔ اس خیال کے ساتھ ہی عنبر نے اپنی کمر کے ساتھ بندھا ہوا کمبل اتار کر گھاس پر بچھایا اور درخت سے ٹیک لگا کر اس پر لیٹ گیا۔ مردے کی طلسمی پسلی ابھی تک اس کی قمیص کے اندر تھی۔ پسلی خاموش تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاؤ بوائے نے جب عنبر کو رات بسر کرنے کے ارادے سے ایک جگہ ڈیرا ڈالتے دیکھا تو وہ بھی ذرا فاصلے پر ایک درخت کے نیچے آ کر رک گیا۔ چھاگل سے پانی پیا اور جیب سے خشک ڈبل روٹی نکال کر کھانے لگا۔ ابھی شام کی روشنی باقی تھی۔ کاؤ بوائے نے سوچا کہ کیوں نہ اس شخص کی تلاشی لے کر خزانے کا نقشہ اس سے چھین لیا جائے تا کہ خزانے کو خود سوچ سمجھ کر تلاش کیا جائے۔ یہ مصری نوجوان تو پاگلوں کی طرح آگے بڑھا جا رہا ہے۔ اس کو تو اپنی جان کی ذرا پروا نہیں ہے۔

چنانچہ جب ذرا رات کا اندھیرا پھیلا تو کاؤ بوائے نے پستول نکال کر ہاتھ میں تھام لیا اور جھک کر چلتا عنبر کی طرف بڑھا جس درخت کے نیچے عنبر لیٹا ہوا تھا وہاں پہنچ کر کاؤ بوائے آہستہ آہستہ رک رک کر قدم اٹھاتا آگے بڑھنے لگا۔ عنبر کے سر پر پیچھے کی جانب آ کر اس نے عنبر کی گردن پر پاؤں مار کر کہا:

"ہاتھ اٹھا کر اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ۔"

عنبر چونک پڑا۔ اسے سخت غصہ آیا کہ یہ کون بدتمیز ہے کہ جس نے اس کی گردن پر پاؤں مارنے کی جرات کی؟ میدان ہونے کی وجہ سے رات کے اندھیرے میں

بھی وہاں ستاروں کی ہلکی روشنی تھی۔ اس روشنی میں عنبر نے کاؤ بوائے کو پہچان لیا۔

"تو تم ہو! کیا چاہتے ہو؟" عنبر نے پوچھا:

کاؤ بوائے دانت پیس کر بولا:

"تم جس خفیہ خزانے کی تلاش میں یہاں آئے ہو اس کا نقشہ میرے حوالے کر دو۔"

عنبر نے کہا: "میں کسی خزانے کی تلاش میں نہیں بلکہ اپنے ایک بھائی کی تلاش میں آیا ہوں۔ میں تمہیں خبردار کرتا ہوں۔ اگر جان عزیز ہے تو اسی وقت واپس چلے جاؤ۔"

کاؤ بوائے پر تو خزانے کا اور سونے کا بھوت سوار تھا۔ کیوں کہ لوگ اکثر ریڈ انڈین کے علاقے میں سونا تلاش کرنے آیا کرتے تھے اور یہاں ایک بات بڑی مشہور تھی کہ افریقہ کے لوگوں کو معلوم تھا کہ سونا کس جگہ ہوتا ہے۔ شروع شروع میں جب دوسرے ملکوں کے لوگ یہاں آ کر آباد ہوئے تو ان علاقوں میں سونا بہت نکلتا تھا۔ اور ریڈ انڈین قبیلے کے لوگوں کے برتن سونے کے ہوتے تھے۔ کیوں کہ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ کس قدر قیمتی دھات ہے اور یہ کہ دوسرے ملکوں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی خاطر لوگ اپنے دوستوں کو بھی قتل کر دیتے ہیں۔ پھر ان لوگوں نے بھی سونے کی قدر جان لی۔ اور اسے جگہ جگہ زمین کے اندر دفن کر دیا اور چمڑے پر نقشے بنا کر اپنے بچوں کے حوالے کرتے چلے گئے۔ کاؤ بوائے کو یقین تھا کہ عنبر کے پاس بھی اسی قسم کے کسی خفیہ خزانے کا نقشہ موجود ہے۔

اس نے عنبر کی طرف حقارت سے ٹھوکر مار کر ایک پتھر لڑھکایا اور کہا:

"تم دیکھ رہے ہو کہ میرے ہاتھ میں پستول ہے اور میں بڑی آسانی سے تمہیں گولی مار کر تمہاری جیکٹ کے اندر سے خزانے کا نقشہ نکال سکتا ہوں۔ لیکن میں تمہیں موقع دیتا ہوں کہ اپنی زندگی بچا لو اور نقشہ میرے حوالے کر کے یہاں سے واپس چلے جاؤ۔"

عنبر اس کے جواب میں کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ سَن کی آواز کے ساتھ ایک تیر کسی طرف سے آیا اور درخت کے تنے میں ٹھک کی آواز کے ساتھ کھب گیا۔ اس تیر کے پیچھے پرندے کے پر لگے ہوئے تھے۔ کاؤ بوائے جھٹ زمین پر لیٹ گیا اور اس نے اشارے سے عنبر کو بھی لیٹ

جانے کو کہا۔ دوسرا تیر آ کر عنبر کے سر کے اوپر سے ہو کر نکل گیا۔

"بلڈی فول! ادھر سے رینگ کر نکل چلو۔ اپاچی ریڈ انڈین آ گئے ہیں۔"

کاؤ بوائے نے غراتے ہوئے کہا، مگر اتنی دیر میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آ گئی اور دس بارہ گھوڑے ان کے ارد گرد کھڑے تھے۔ اور ان کے اوپر بیٹھے ہوئے اپاچی ریڈانڈین اپنی خونخوار آنکھوں سے دونوں کو گھور رہے تھے۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غیبی قدموں کی آواز

کاؤ بوائے نے پستول پھینک دیا۔

کیوں کہ اگر وہ پستول چلا کر ایک دو کو مار بھی دیتا تو بھی اس کی اپنی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے جاتے۔ عنبر نے اپاچی لوگوں کو دیکھا اور پھر اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک ریڈ انڈین نے اشارہ کیا۔ اس کے اشارے پر دونوں کو رسّی کے ساتھ باندھ کر گھوڑے پر بٹھایا اور رات کے اندھیرے میں وہ انہیں لے کر اپنی بستی کی طرف روانہ ہوئے جو وہاں سے تھوڑی دُور دریا کنارے آباد تھی۔ انہیں ایک خیمے کے اندر بند کر کے باہر پہرہ لگا دیا گیا۔ دونوں کے ہاتھ پیچھے رسّی سے بندھے تھے۔

کاؤ بوائے نے اپنی رسّی کھولنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے جھنجھلا کر کہا:

"کم بخت مصری لومڑ! تم اپنے ساتھ مجھے بھی لے ڈوبے۔ میں تو دیکھ رہا تھا کہ تم شیر کے منہ میں جا رہے ہو۔

کیا سونے کے خزانے کو جانے کے لیے ہمیں یہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔ تم کسی دوسرے راستے سے بھی آ سکتے تھے۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"تمہیں بھی تو لالچ کی سزا ملنی چاہیئے تھی۔"

"اور کیا تم ان لوگوں کے انتقام سے بچ جاؤ گے؟"

"نہیں۔ ہم دونوں اکٹھے مریں گے۔"

اور عنبر ہنس دیا۔ کاؤ بوائے نے گردن ٹیڑھی کر کے کہا:

"تم ہنس رہے ہو؟ کوئی بات نہیں، تم دوسرے ملک سے آئے ہو۔ ان ریڈ انڈین اپاچی لوگوں کو نہیں جانتے۔ یہ سب سے خونخوار وحشی لوگ ہیں۔ یہ زندہ انسان کا سر کاٹ کر اسے سکیڑ کر اتنا چھوٹا کر دیتے ہیں کہ وہ مٹھی میں آ جاتا ہے۔"

عنبر بولا: "پھر تم اپنے سر کی خیر مناؤ۔ وہ تو کل تک چھوٹا ہو جائے گا۔"

"اور تمہیں تو یہ اپنا سردار بنا لیں گے۔"

کاؤ بوائے نے جل کر کہا۔

عنبر کہنے لگا: "اگر میرا سر بھی کاٹ کر چھوٹا کر دیں گے تو پھر کیا ہوگا۔ میں پہلے ہی اپنی گردن پر اتنا

بڑا سر اُٹھا اٹھا کر تنگ آ گیا ہوں۔"

"تم کو مذاق سوجھ رہا ہے اُلّو کی دُم۔"

کاؤ بوائے کو اپنی زندگی کی اُمید نہیں رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سخت جھنجھلایا ہوا تھا۔ اسی طرح رات گذر گئی۔ دن نکلا تو ایک ریڈ انڈین اپاچی ان کے لیے پیالوں میں دُودھ لے کر آیا۔ دونوں کے ہاتھ کھول دیئے گئے۔ اس وقت باہر سے بھی دو وحشی اپاچی آ گئے۔ اور تیر اپنی اپنی کمانوں میں جوڑ کر اس کا نشانہ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ کاؤ بوائے نے سر کو جھٹک کر دودھ پینا شروع کر دیا۔ عنبر **ابھی تک مسکرا رہا** تھا۔ وہ تو خوش تھا کہ اپنی منزل پر پہنچ گیا ہے اور اب اپی الماس خاندان کے آخری چشم و چراغ زرگال تک خزانے کی چابی پہنچا دے گا۔

جب انہوں نے دودھ پی لیا تو ان کے ہاتھ دوبارہ پیچھے کس کر باندھ دیئے گئے اور اپاچی وحشی خیمے سے چلے گئے۔ کاؤ بوائے نے پوچھا:

"اب تو ہماری زندگی کی چند گھڑیاں باقی رہ گئی ہیں۔ اب تو بتا دو کہ جس خزانے کی تلاش میں تم یہاں آئے تھے وہ کس جگہ پر ہے؟"

عنبر نے کہا: "اب بتانے کا کیا فائدہ؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاؤ بوائے نے عنبر کے قریب آ کر اس کو ہلکی سی ٹھوکر ماری اور غراتے ہوئے کہا:

"فائدے کے بچے۔ کم از کم مرنے سے پہلے مجھے یہ تو تسلّی ہو جائے کہ میں خزانے تک پہنچ گیا تھا۔"

عنبر کو غصّہ تو بڑا آیا۔ لیکن وہ غصّے کو پی گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ شخص ابھی اس کا غلام بن جائے گا۔ اس لئے کہا:

"خزانہ اسی جگہ دفن ہے۔ جہاں تم کھڑے ہو؟"

"بکواس کرتے ہو تم۔"

"بے شک کھود کر دیکھ لو۔"

"یہاں تمہارا باپ آ کر کھودے گا۔"

باپ کے خلاف عنبر کبھی کچھ نہیں سن سکتا تھا۔ کیونکہ اسے اپنے باپ سے بے حد محبت رہی تھی اور وہ اُس کا بہت احترام کرتا تھا۔ کاؤ بوائے نے اس کے باپ کے خلاف بات کی تو اسے غصّہ آ گیا۔ اس نے ایک ہی جھٹکے سے اپنے دونوں ہاتھوں کی رسّی توڑ کر پرے پھینکی اور کاؤ بوائے کو گردن سے پکڑ کر جو ایک بار جھنجھوڑا تو اس کی گردن میں کئی بل پڑ گئے اور وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ کاؤ بوائے کی آنکھیں دہشت سے کھلی تھیں۔ اسے دو باتوں پر حیرانی اور دہشت تھی۔ پہلی بات تو یہ کہ عنبر نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اتنی مضبوطی سے بندھی ہوئی پکی رسّی کو ایک ہی جھٹکے میں کیسے توڑ دیا اور دوسری بات یہ تھی کہ عنبر کے ہاتھوں میں فولاد کی سختی تھی اور اس کی گردن جیسے شکنجے میں جکڑ دی گئی تھی۔

عنبر کا چہرہ غصّے سے سُرخ ہو رہا تھا:

"تم سے پہلی بار یہ غلطی ہوئی ہے۔ میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ نہیں تو تم میرے ہاتھ سے بچ نہیں سکتے تھے۔ آئندہ میرے والد کے بارے میں کوئی گستاخی کی تو زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

کاؤ بوائے نے مسکرا کر گردن سہلاتے ہوئے کہا:

"ارے تم تو ناراض ہو گئے۔ میں نے یوں ہی دل لگی سے بات کی تھی۔ اچھا بابا اب ایسی بات نہیں کروں گا۔"

پھر وہ عنبر کے قریب آ کر بولا:

"یار! اگر تمہارے پاس جادو تھا تو پہلے کیوں نہ بتایا؟ لو۔ اب میری رسّی بھی کھول دو۔"

عنبر نے کہا: "میں ایسا نہیں کروں گا۔"

اس کی بجائے عنبر نے رسّی اُٹھا کر اپنے ہاتھ پیچھے کیے اور ان پر اُلٹی سیدھی کر کے رسّی لپیٹ دی۔ کاؤ بوائے

حیران ہو کر بولا:

"یہ کیا کر رہے ہو تم؟ دوبارا رسّی باندھ رہے ہو؟"

"ہاں ــــــ" عنبر نے سانس بھر کر کہا۔

پھر کاؤ بوائے کی طرف بڑی گہری چمک دار اور سخت نظروں سے گھور کر بولا:

"اُلو کے پٹھے! اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو جس طرح میں کہتا ہوں ویسے ہی کرتے چلو۔"

یہ عنبر نے اتنی سختی اور اعتماد کے ساتھ کہا کہ کاؤ بوائے سہم کر پیچھے ہٹ گیا۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ عنبر ضرور مصر کا کوئی زبردست جادوگر ہے اور قدیم مصر کا خطرناک جادو جانتا ہے۔ کہنے لگا:

"میں نے پہلے کب اعتراض کیا ہے؟ تم جو کہو گے جس طرح کہو گے۔ اسی طرح کروں گا۔"

پھر عنبر کے قریب گھسٹ کر بیٹھ گیا اور بڑی چاپلوسی سے بولا:

"اچھا یہ بتاؤ کہ ہم یہاں سے خزانہ نکال کر فرار ہو سکتے ہیں؟ میں جانتا ہوں تم جادوگری جانتے ہو۔ پھر تم اس جادوگری سے کام کیوں نہیں لیتے؟"

عنبر نے کہا: "سنو احمق کاؤ بوائے! نہ میں جادوگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دل اور نہ میں کسی خزانے کی تلاش میں یہاں آیا ہوں۔ اب ایسی بات پھر کبھی نہ کرنا۔"

کاؤ بوائے بولا: "تو پھر تم اتنی دور ملک مصر سے یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"

عنبر بولا: "اس سے تمہیں کیا۔ خاموشی سے بیٹھے رہو اور پھر کوئی ایسی بات منہ سے نکالی تو تمہاری خیر نہیں۔"

کاؤ بوائے چپ ہو گیا۔ اب اسے اپنی زندگی کا خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ مصری لڑکا اس کی جان نہ بچا سکے۔ گھبرا کر بولا:

"دوست! کیا تم مجھے یہاں سے فرار کرا سکتے ہو؟ میرا مطلب ہے کہ جس طرح تم نے اپنی رسی توڑی ہے اسی طرح میری رسی توڑ دو تاکہ میں یہاں سے بھاگ جاؤں۔"

"میں تمہاری رسی کھول بھی سکتا ہوں، لیکن یہاں ارد گرد اس قدر پہرہ ہے کہ تم دو قدم بھی جاؤ گے تو تمہارا جسم اپاچی لوگ تیروں سے چھلنی کر دیں گے۔"

"اچھا پھر رات کے اندھیرے میں بھاگ جاؤں گا۔"

عنبر بولا: "شاید وہ رات تک تمہیں زندہ نہ رکھیں۔"

کاؤ بوائے نے ذرا سختی سے کہا: "تم اتنے سکون سے کس طرح ہو۔ کیا تمہیں اپنی موت کا خوف نہیں ہے؟ کیا یہ لوگ تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے؟"

"نہیں۔ مجھے زندہ چھوڑنے کا ان کا کوئی ارادہ نہیں۔"

"تو پھر کیا تم اپنی جادوگری سے زندہ بچ جاؤ گے؟"

"ہو سکتا ہے۔"

"ہونہہ ——— ٹھیک ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں ریڈ انڈین اپاچی وحشیوں کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں تو میری قسمت۔"

کاؤ بوائے کے اس اندازِ گفتگو سے عنبر مسکرایا:

"شاید اب تم سیدھی راہ پر آتے جا رہے ہو۔"

اتنے میں باہر اپاچی وحشیوں کی تیز تیز باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ خیمے کا پردہ ہٹا۔ دو اپاچی اندر آئے اور دونوں کو پکڑ کر دھکیلتے ہوئے باہر لے گئے۔ سامنے اس قبیلے کا وہی جادوگر ریڈ انڈین جادوگر سردار بنا سر پر پروں کا تاج رکھے تخت پر بیٹھا تھا۔

سردار کی آنکھیں لال لال تھیں اور ان میں جادوگری کی چمک تھی۔ اس کشش کو عنبر نے بھی محسوس کیا۔ دونوں قیدیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو سردار کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا گیا۔ سردار نے اپنی زبان میں اپنے آدمیوں سے کہا:

"یہ ہماری سرحد میں داخل ہوئے ہیں۔ آج انہیں مار دیا جائے گا۔ اور ان کے سر کاٹ کر میں اپنے گلے میں پہنوں گا۔"

اس پر سارے اپاچی لوگ خوشی سے نیزے لہرا کر نعرے لگانے لگے۔ کاؤ بوائے نے انگریزی زبان میں آہستہ سے عنبر سے کہا:

"کیا یہ لوگ ہمیں رہا کرنے والے ہیں؟"

عنبر نے کہا: "ہاں —— آج شام وہ ہمیں زندگی کی قید سے رہا کر دیں گے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" کاؤ بوائے نے سہم کر پوچھا

"مطلب یہ کہ سردار نے کہا ہے آج شام ہم دونوں کی گردنیں کاٹ دی جائیں گی۔"

"تم جھوٹ بکتے ہو۔"

"شام پڑ جانے پر خود دیکھ لینا!"

اتنے میں سردار نے چیخ مار کر کہا:

"آج شام —— ہی ہی ہی۔ آج شام ہم سب لوگ تمہارا خون پئیں گے۔ ہا ہا ہا۔ لے جا کر بند کر دو

ان لوگوں کو۔"

دونوں کو واپس خیمے میں لے جا کر بند کر دیا گیا اور باہر پہلے سے زیادہ سخت پہرہ لگا دیا گیا۔

شام ہوتے ہوتے کاؤ بوائے کی حالت بہت خراب ہو گئی۔ اس پر موت کا شدید خوف چھا گیا تھا۔ جب سورج غروب ہو گیا اور ان دونوں کے قتل کی تیاریاں شروع ہوئیں تو کاؤ بوائے نے کہا: "میں جا رہا ہوں دوست! میں یوں نہیں مروں گا۔"

اور اس سے پہلے کہ عنبر کوئی جواب دے یا اسے پکڑ سکے۔ کاؤ بوائے نے خیمے کے پیچھے کپڑے کی دیوار کو ذرا سا اوپر اٹھایا اور باہر نکل گیا۔ عنبر دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ شخص محض موت کے خوف سے بھاگا ہے اور ریڈ انڈین اسے ہرگز زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس کی جان بچانی چاہیے۔

یہ سوچ کر عنبر بھی خیمے کی دیوار کے نیچے سے ہو کر باہر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ شام کے پھیلتے ہلکے ہلکے اندھیرے میں کاؤ بوائے ذرا دور گھاس پر رینگتا ہوا دریا کی طرف جا رہا تھا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اس وقت خیمے کے پیچھے جو اپاچی پہرہ دے رہا تھا۔ وہ وہاں نہیں تھا۔ عنبر نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی زمین پر لیٹ کر کاؤ بوائے کے پیچھے پیچھے دریا کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ کھلے تھے۔ چنانچہ وہ بہت جلد کاؤ بوائے کے پاس پہنچ گیا۔ عنبر کو دیکھ کر کاؤ بوائے کو حوصلہ ہوا۔ وہ مسکرایا۔ عنبر نے اس کے ہاتھ بھی کھول دیئے۔ اب وہ دونوں مل کر رینگنے لگے۔

مگر ریڈ انڈین اپاچی بھی غافل نہیں تھے۔ انہیں جھٹ پتہ چل گیا کہ قیدی بھاگ گئے ہیں۔ بس اس وقت وہاں شور مچ گیا۔ چیخوں اور نعروں کی آوازیں آنے لگیں۔

عنبر نے کہا: "جلدی سے بھاگ کر دریا میں چھلانگ لگا دو۔"

دونوں اُٹھ کر دریا کی طرف بھاگے۔ دریا وہاں سے زیادہ دُور نہیں تھا۔ اُن کے پیچھے تیروں کی بارش آنے لگی۔ اپاچی لوگوں نے انہیں دیکھ لیا تھا۔ دو ایک تیر عنبر کی پیٹھ پر بھی آ کر لگے۔ دریا سامنے تھا۔ اپاچی وحشی گھوڑے دوڑاتے آ رہے تھے۔ عنبر اور کاؤ بوائے نے دریا میں چھلانگ لگا دی اور دوسری طرف تیرنا شروع کر دیا۔ کاؤ بوائے اچھا تیراک تھا۔ وہ دیکھتے دیکھتے تیزی سے تیرتا دریا کے درمیان میں پہنچ گیا۔ عنبر بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ ریڈ انڈین اپاچیوں کے تیر اُن کے اُوپر گر رہے تھے اور دریا

گم ہو رہے تھے۔

دونوں دریا کے دوسرے کنارے پر آ گئے۔ پیچھے اپاچیوں نے بھی دریا میں گھوڑے ڈال دیئے تھے۔ کاؤ بوائے نے گھبرا کر انہیں دیکھا۔

"یہ کم بخت تو چلے آ رہے ہیں۔ اب کیا کریں؟"

عنبر نے سامنے والے جنگل کی طرف اشارہ کر کے کہا: "اس طرف بھاگ چلو۔" اور دونوں نے تیزی سے جنگل کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ اپاچی لوگ ابھی دریا میں ہی تھے کہ یہ دونوں جنگل میں داخل ہو گئے۔ اور رات کے پہلے پہلے اندھیرے نے انہیں اپنی سیاہ چادر میں چھپا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اپاچی وحشی بھی گھوڑے دوڑاتے گھنے درختوں کے جھنڈوں کے پاس آ گئے۔ انہوں نے دونوں مفرور قیدیوں کو اس جنگل میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ وہ گھوڑوں سے اُترے اور کلہاڑیاں اور تیر کمان لیے جنگل میں گھس گئے۔

کاؤ بوائے اور عنبر درختوں میں بھاگتے جا رہے تھے۔ کاؤ بوائے کے بارے میں عنبر بھی پریشان تھا۔ اسے اس احمق قسم کے لالچی نوجوان سے ہمدردی ہو گئی تھی۔ وہ اسے زندہ دیکھنا چاہتا تھا اور اپاچی وحشیوں کے تیروں اور کلہاڑیوں سے بچانا چاہتا تھا۔ اس کی ایک ہی صورت تھی کہ وہ اسے کسی جگہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھپا دے۔ اس نے سوچا کہ کسی درخت پر چڑھ جائے۔ مگر درخت پر بیٹھ کر وہ اپاچیوں کے زہریلے تیروں سے نہیں بچ سکتا تھا۔ عنبر سوچتا بھی جا رہا تھا اور بھاگتا بھی جا رہا تھا۔ درختوں کے تنے بڑے چوڑے چوڑے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ ہزاروں سال پرانے درخت ہیں۔ ایک درخت میں عنبر کو بڑا سوراخ دکھائی دیا جس کو آدھے سے زیادہ جنگلی جھاڑیوں نے چھپا رکھا تھا۔ اس وقت سوچنے کی زیادہ مہلت نہیں تھی۔ عنبر نے سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا۔ درخت کا کھوہ نیچے گہرا اور چوڑا تھا۔ اس نے کاؤ بوائے سے کہا:

"اس میں چھپ جاؤ۔ جلدی۔"

کاؤ بوائے کو بھی اپنی جان کے لالے پڑے تھے۔ وہ عنبر کا اشارہ پاتے ہی درخت کے تنے کے کھوہ میں اُتر گیا۔ اس کے پیر اندر زمین پر نہیں لگ رہے تھے۔ عنبر نے کہا چھلانگ لگا دو۔ کاؤ بوائے نے چھلانگ لگا دی۔ وہ دھپ سے درخت کے تنے کے اندر موٹی موٹی سخت جڑوں پر جا گرا۔ یہاں سے اوپر درخت کے سوراخ تک کوئی ڈیڑھ مرد کی اُونچائی تھی۔ عنبر نے سوراخ کے پاس منہ لے جا کر کہا:

"خبردار! جب تک میں آواز نہ دوں باہر نہ نکلنا۔"

"او کے باس!" اندر سے کاؤ بوائے نے جواب دیا۔

عنبر وہاں سے نکل کر ذرا فاصلے پر کھڑے ایک درخت کے اُوپر چڑھا اور اپنے آپ کو اس کی گھنی شاخوں میں چھپا لیا۔ تھوڑی دیر بعد اپاچی وہاں آ گئے۔ وہ ایک ایک جھاڑی میں کلہاڑی مار کر دیکھ رہے تھے۔ تیز آنکھوں والے درندوں کی طرح درختوں کی شاخوں کو بھی گھور رہے تھے۔ وہ اس درخت کے قریب سے گذر گئے جس کے اندر کاؤ بوائے چھپا ہوا تھا۔ عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا۔

رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی۔ رات کے دو بج رہے ہوں گے۔ خاموشی چھا گئی تھی۔ اپاچی شاید اپنی بستی میں چلے گئے تھے۔ یا پھر ان دونوں کی تلاش میں دُور نکل چکے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ اب کاؤ بوائے کو وہاں سے نکال کر لے چلنا چاہیئے۔ ابھی وہ اُترنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا۔ کہ اسے خشک پتوں پر کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی۔ عنبر وہیں رُک گیا۔ آواز اس کے قریب آئی اور پھر ایسا محسوس ہوا کہ اس کے درخت کے نیچے سے ہو کر آگے کاؤ بوائے کے درخت کی طرف چلی گئی۔

حیرانی کی بات یہ تھی کہ عنبر کو باقاعدہ قدموں کے چلنے کی آواز آئی تھی مگر انسان یا درندہ جس کے قدموں کی بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ آواز بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔ عنبر سوچ میں پڑ گیا کہ یہ کون جن بھوت ہے؟ اچانک اسے خیال آیا کہ کہیں وہ ماریا نہ ہو کہ غیبی عالم میں چل رہی ہو۔ وہ ماریا کو آواز دینے ہی لگا تھا کہ جلدی سے اس نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ کیونکہ اگر وہ ماریا ہوتی تو اُسے ماریا کی ضرور خوشبو آتی اور ماریا بھی اس کے جسم اور کپڑوں کی بُو سُونگھ کر اس کے درخت کے پاس آ کر رُک جاتی اور پھر اُسے آواز دے کر بلاتی۔ کیونکہ ایسا پانچ ہزار سالوں کے سفر میں ایک بار بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ عنبر یا ناگ کے قریب سے گذری ہو اور انہیں ایک دوسرے کی خوشبو نہ آئی ہو۔

پھر یہ کون تھا؟

اب عنبر کو تشویش لگ گئی۔ کیا یہاں بھی کوئی ایسا انسان موجود ہے جو غائب ہو سکتا ہے؟ یا پھر یہ کوئی جن بھوت تھا۔ مگر عنبر جن بھوت کی موجودگی کو محسوس کر لیا کرتا تھا بلکہ انہیں اصلی شکل میں دیکھ بھی لیا کرتا تھا۔ لیکن یہاں تو اسے سوائے آواز کے اور کچھ بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔ عنبر درخت کی شاخوں میں چھپا یہی سوچ رہا تھا کہ ایک دم سے اسے کسی مرد کی بھاری پُراسرار سی آواز سنائی دی۔ یہ آواز کاؤبوائے سے مخاطب تھی:

"تم میرے مفرور قیدی ہو۔ باہر نکل آؤ۔ میں رسّی پھینک رہا ہوں۔ نہیں تو میں کھولتا ہوا تیل اوپر سے ڈال دوں گا۔"

اب تو جناب عنبر کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ یہ تو کوئی انسان تھا جو غائب تھا اور غیبی حالت میں ماریا ہی کی طرح وہاں چل پھر کر اس نے کاؤ بوائے کو درخت کے اندر چھپے دیکھ لیا تھا۔ عنبر بڑی آہستگی کے ساتھ درخت پر سے اُتر کر رینگتا ہوا کاؤ بوائے کے درخت کے نزدیک آ کر چھپ گیا۔ وہاں اسے کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن کیا دیکھتا ہے۔ کہ اس کا ساتھی کاؤ بوائے درخت کے کھوکھلے تنے میں سے رسّی کی مدد سے باہر نکل آیا ہے۔ وہ بھی دہشت زدہ تھا کہ باہر کون تھا جو اس سے بات کر رہا تھا اور جس نے رسّی اندر پھینکی تھی۔

رات خاموش تھی۔ اتنے میں پھر وہی بھاری آواز سنائی دی:

"میں تمہارے پاس کھڑا ہوں۔ میں کوئی جن بھوت نہیں ہوں۔ بلکہ اس قبیلے اپاچی کا سردار جادوگر ہوں۔ میرے پاس ایسی خفیہ طاقت ہے کہ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جب چاہوں غائب ہو جاؤں اور جب چاہوں ظاہر ہو جاؤں ۔ اس لیے بڑے آرام سے بائیں طرف چلے چلو ۔ میں تمہارے ساتھی کو بھی تلاش کر لوں گا ۔" باہر چار گھوڑ سوار کھڑے تھے ۔

سردار جادوگر نے اعلان کیا ۔

"اسے باندھ کر لے جاؤ ۔ میں دوسرے کو تلاش کرتا ہوں ۔"

اپاچی وحشیوں نے گھوڑوں سے اُتر کر کاؤ بوائے کو باندھا اور گھوڑے پر ڈال کر لے گئے ۔ عنبر جلدی سے واپس جنگل میں آ کر چھپ گیا ۔ کیونکہ اسے تو سردار جادوگر نظر نہیں آ رہا تھا مگر وہ کم بخت اسے دیکھ سکتا تھا ۔ عنبر ایک درخت کے اُوپر چڑھ کر ٹہنیوں میں چھپ گیا ۔ اسے خشک پتوں پر چلنے کی آواز سنائی دی ۔ آواز قریب آ کر دُور چلی گئی ۔ تھوڑی دیر بعد پھر قریب آ گئی ۔ ایسا لگتا تھا کہ کم بخت غیبی جادوگر اسی جگہ عنبر کو تلاش کر رہا ہے ۔ اب ایسا ہوا کہ اچانک مُردے کی وہ پسلی جو عنبر نے اپنی جیکٹ کے اندر چھپا رکھی تھی ہلنے لگی ۔ اس نے اندر ہاتھ کیا تو پسلی جیب سے اپنے آپ باہر آ رہی تھی ۔

عنبر نے ہاتھ باہر نکال لیا ۔ مُردے کی پسلی اس کی جیکٹ کے اندر سے نکل کر اس کی آنکھوں کے سامنے آ کر ہوا میں کھڑی ہو گئی ۔ اور دائیں بائیں جھولنے لگی ۔ عنبر سمجھ گیا کہ اس پر کسی نے کوئی طلسم کر کے جنگل میں پھینک دیا تھا اور اب وہ ظاہر ہو گیا ہے ۔ وہ خاموش درخت میں بیٹھا رہا ۔ پسلی درخت سے نیچے آ گئی ۔ پھر وہ درخت سے ہٹ کر ایک طرف کو فضا میں بلند ہو کر تیرتی ہوئی غوطہ لگا گئی ۔ اس کے غوطہ لگانے کے تھوڑی دیر بعد ہی سردار جادوگر کی پریشان آواز بلند ہوئی :

"یہ کیا کر رہی ہو ؟ میں اپاچی سردار جادوگر ہوں ۔ تم اس مُردے کی پسلی ہو جس پر میں نے چِلّہ کیا تھا ۔ واپس قبر میں اپنے مُردے کے پاس جاؤ ۔"

عنبر کان کھڑے کر کے یہ آواز سن رہا تھا ۔ پسلی نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی نئی مصیبت کھڑی کر دی تھی۔ پسلی کی آواز تو نہیں آ رہی تھی۔ کیوں کہ پسلی بول نہیں سکتی تھی۔ سردار جادوگر ہی بول رہا تھا۔

"واپس اپنی قبر میں جاؤ۔ واپس اپنی قبر میں جاؤ۔"

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پسلی نے سردار جادوگر کے اِرد گرد کوئی دائرہ کھینچ دیا تھا جس میں وہ پھنس کر رہ گیا تھا۔ آسمان پر پچھلے پہر کا چاند نکل آیا تھا جس کی روشنی درختوں سے چھن چھن کر اس جگہ گھاس پر پڑ رہی تھی جہاں سے سردار جادوگر کی آواز آ رہی تھی۔ چاند کی روشنی میں عنبر نے مُردے کی پسلی کو دیکھا کہ ایک جگہ زمین میں سیدھی کھڑی تھی اور آہستہ آہستہ دائیں بائیں ہل رہی تھی۔ سردار کی آواز پھر بلند ہوئی۔

"بدبخت پسلی! مجھے یہاں سے نکال! میرے اِرد گرد دیوار بن گئی ہے۔ مجھے یہاں سے نکال! اے مُردے! جلدی آکر مجھے یہاں سے نکال!"

اس کے بعد جنگل میں گہری خاموشی چھا گئی۔ ساتھ ہی خشک پتوں پر کسی کے گھسٹ گھسٹ کر چلنے کی آواز سنائی دی۔ یہ بڑی پُر اسرار اور ڈراؤنی آواز تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بے حد زخمی انسان چلا آ رہا ہے۔ عنبر نے

جھاڑیوں کو ایک جگہ سے الگ ہوتے ہوئے دیکھا۔ ساتھ ہی وہاں سے ایک مُردہ نکل آیا۔ یہ وہی مُردہ تھا جس کے سینے میں چاقو مار کر ریڈ انڈین جادوگر سردار نے اس کی پسلی نکالی تھی اور اب اُسی پسلی نے اسے قید کر رکھا تھا۔ عنبر بڑے غور سے مُردے کو دیکھنے لگا۔ مُردے کی گردن ایک طرف کو ڈھلکی ہوئی تھی۔ جیسے ابھی ابھی اسے پھانسی لگی ہو اور اس کے سینے میں ایک جگہ چاقو کا زخم تھا۔ جہاں سے سفید پسلیاں جھانک رہی تھیں۔ مُردہ گھسٹ گھسٹ کر چلتا ایک جگہ پہنچ کر رُک گیا۔ سردار جادوگر کی آواز پھر بلند ہوئی:

"اے مُردے! مجھے یہاں سے باہر نکال۔"

مُردے کے ٹھنڈے بے جان ہونٹ ذرا سے ہلے اور کمزور سی آواز آئی:

"سردار! تم اپنے جال میں آپ ہی پھنس گئے ہو۔ میں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ میری پسلی پر غیبی انسان کے گرد حصار باندھ کر اُسے قید کر لے گی۔ تم نے غلطی کی جو پسلی کو جنگل میں چھوڑ آئے۔ تجھے چاہیئے تھا کہ اسے میرے ساتھ ہی قبر میں رکھ دیتے۔"

سردار کی آواز سنائی دی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اب کیا کروں میں؟ یہ بتاؤ مجھے۔"

مُردہ بولا: "اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تمہیں بھی اسی جگہ ساری زندگی غیبی حالت میں قید رہنا ہو گا۔ کیوں کہ میں اپنی پسلی کو واپس لیے جا رہا ہوں۔"

اتنا کہنے پر پسلی زمین میں سے اُچھل کر مُردے کی طرف آئی اور اس کے سینے میں گھس کر غائب ہو گئی۔ سردار جادوگر چلانے لگا:

"او بدبخت مُردے! تو نے مجھے کس عذاب میں پھنسا دیا ہے۔"

مردے نے کہا: "بُرے کاموں کا نتیجہ ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ جادوگری بُرا کام ہے۔ اب اس کا نتیجہ بھگتو۔ میں اپنی قبر میں واپس جا رہا ہوں اور تمہیں اسی جگہ ہمیشہ کیلئے بند کر رہا ہوں۔"

اور مُردے نے ایک ایسا قہقہہ لگایا کہ خوف سے عنبر کے جسم میں بھی خون سرد پڑ گیا۔ قہقہے کی آواز ایسی تھی جیسے بہت سی انسانی کھوپڑیاں ایک دوسری سے ٹکرا رہی ہوں۔ مردہ واپس جھاڑیوں میں جا کر جیسے غائب ہو گیا۔ اس کے جاتے ہی سردار جادوگر کی چیخ بلند ہوئی اور پھر یوں غائب ہو گئی جیسے وہ کسی اندھے کنوئیں میں چلی

گئی ہو۔

عنبر جلدی سے درخت پر سے اُتر آیا۔ اس نے جھاڑیوں میں دیکھا۔ مُردہ کہیں نہیں تھا۔ سردار جادوگر کا بھی کوئی نشان وہاں نہیں تھا۔ چاندنی پھیکی پڑ رہی تھی۔ چاند دریا کے پار کے جنگل میں غروب ہو رہا تھا۔ رات کے تین بج چکے تھے۔ عنبر کے سامنے ایک زبردست جادو کا پُراسرار ڈرامہ کھیلا جا چکا تھا۔ اس کو کاؤ بوائے کا خیال آیا۔ پہلے اس کی جان کی خبر لی جائے۔ عنبر اپاچی قبیلے کی بستی کی طرف چلا۔ بستی یہاں سے کافی فاصلے پر تھی۔ راستے میں دریا بھی تھا۔ کچھ دیر وہ دریا کے کنارے بیٹھ کر ماریا کے بارے میں سوچتا رہا کہ وہ کہاں ہو گی؟ اس کے حساب سے تو ماریا کو وہاں پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ اس عرصے میں دن نکل آیا۔ عنبر واپس اپاچی علاقے کی طرف دریا کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا۔ وہ اگرچہ اپاچی قبیلے کے علاقے میں ہی تھا۔ مگر کافی دور نکل آیا تھا۔ چلتے چلتے سخت مٹی اور چھوٹے چھوٹے گول پتھروں کے ٹیلے کھڑے تھے۔ ان کے درمیان کھائیاں تھیں۔ گہری گہری کھڈیں تھیں۔ بعض ٹیلے میناروں کی طرح آسمان کی طرف منہ اُٹھائے ہوئے تھے۔ عنبر نے ایک ٹیلے پر سے

دوسری طرف جھانک کر دیکھا۔ وہاں کافی نیچے ایک ریتلا میدان تھا جو دریا کا راستہ تھا جو کبھی یہاں سے بہا کرتا ہو گا مگر اب خشک ہو کر ریت میں جذب ہو گیا تھا۔ یہ عجیب پُر اسرار سنسان جگہ تھی۔ نہ کوئی آواز تھی نہ ہوا چل رہی تھی اور نہ کسی پرندے کی صدا تھی۔ عنبر کو خیال آیا کہ واپس دریا کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف چلنا چاہیئے۔ اسی صورت میں وہ واپس اپاچی قبیلے کی بستی میں پہنچ سکے گا۔

عنبر واپس ہوا تو اسے نیچے ٹیلے کی سیدھی دیوار کے ساتھ دھوپ میں کچھ سائے آگے جاتے نظر آئے۔ اس نے جُھک کر غور سے دیکھا تو وہ دو آدمی تھے جو اُوپر سے چھوٹے دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں سے جو آدمی آگے تھا اس کے سر پر ایک بڑا سا پتھر تھا جس کے بوجھ سے وہ جُھک کر چل رہا تھا۔ دوسرا اس کے پیچھے تھا اور اس کے ہاتھ میں رائفل تھی۔ عنبر غور کرنے لگا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ کچھ آگے جا کر دونوں انسان ٹیلے کی غار نما کھوہ میں غائب ہو گئے۔

اچانک عنبر کو یاد آگیا کہ ابی الماس کی روح نے کہا تھا کہ اس کے خاندان کا آخری نوجوان زرگال اپاچی قبیلے میں غلاموں سے بدتر زندگی بسر کر رہا ہے۔ تو کہیں ایسا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں کہ زرگال اسی جگہ پر ہو؟ یہ سوچ کر عنبر نے واپسی کا خیال چھوڑ دیا اور ٹیلے پر سے نیچے اترنے لگا۔ ایک کچا راستہ وہاں بنا ہوا تھا جو گول پتھروں کے درمیان سے گھومتا نیچے ریتلے دریا کے خشک پاٹ تک چلا گیا تھا۔ عنبر میدان میں آکر ٹیلے کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

جب وہ سامنے والی پہاڑی کے غار کے قریب پہنچا تو ایک طرف ہو گیا۔ یہی وہ غار تھا جس کے اندر دو انسان ابھی ابھی داخل ہوئے تھے۔ یہ کافی چوڑے منہ والا گول غار تھا اور اندر اندھیرا تھا۔ عنبر نے آہٹ سنی تھی جس کی وجہ سے وہ ایک طرف چھپ گیا تھا۔ اسی طرح سے دو آدمی نمودار ہوئے۔ ایک اپاچی ریڈ انڈین تھا جس کے ہاتھ میں پرانی طرز کی بھر مار رائفل تھی۔ اس کے آگے آگے ایک غلام قسم کا سفید فام آدمی تھا جس کے سر پر بھاری پتھر تھا۔ وہ بوجھ سے دہرا ہو رہا تھا اور رُک رُک کر چل رہا تھا۔ دونوں پہلے کی طرح غار کے اندر چلے گئے۔

اندر کیا ہو رہا ہے؟ یہ اپاچی ان غلاموں سے کیا مشقت لے رہے ہیں۔ کیا زرگال بھی ان ہی لوگوں میں ہے؟ یہ سوال تھے جو عنبر کے ذہن میں اُبھر رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صرف غار کے اندر جا کر ہی معلوم ہو سکتا تھا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ عنبر چھپ کر اندر جانا چاہتا تھا۔ ویسے تو اسے جان کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔ لیکن چونکہ اسے زرگال کو وہاں سے زندہ نکال کر لانا تھا اس لیے وہ ہر قسم کی احتیاط برتنا چاہتا تھا اور کسی قسم کا خطرہ مول لینے کو تیار نہیں تھا۔

غار کے اندر سے دو ریڈ انڈین نکل کر آئے۔ آپس میں کچھ باتیں کیں۔ ایک چلا گیا اور دوسرا وہیں پتھر پر بیٹھ کر پہرہ دینے لگا۔ عنبر کو ایک ترکیب سوجھی۔ وہ اوٹ میں سے نکل کر سیدھا اپاچی پہرے دار کے پاس پہنچ گیا اسے چونکہ اپاچی زبان آتی تھی۔ اس لیے اس نے یہ خطرہ مول لے لیا تھا۔ اپاچی ریڈ انڈین اُسے دیکھ کر رائفل کا فائر کرنے ہی والا تھا کہ عنبر نے دونوں ہاتھ اُٹھا دیے اور اپاچی قبیلے کی زبان میں کہا:

"دوست! میں تمہارے قبیلے کے پہلے سردار کا بھتیجا ہوں۔ میں چھوٹا سا تھا کہ ریاست کیلی فورنیا جا کر مزدوری کرنے لگا۔ اب قبیلے میں واپس آیا تو راستہ بھول گیا۔ یہاں میں بچپن میں کھیلا کرتا تھا۔ تم بے شک مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو۔"

ریڈ انڈین نے جب دیکھا کہ ایک جیکٹ اور جین والا سانولا نوجوان ان کے قبیلے کی خاص زبان بول رہا ہے تو اسے یقین آ گیا۔ اس نے کہا:

"تمہیں میرے ساتھ قبیلے میں چلنا ہو گا۔"

عنبر قبیلے میں جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ کیوں کہ وہاں سے تو وہ پہلے ہی فرار ہو کر آیا تھا۔ اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ یہ اپاچی گولی کا دھماکہ کرے اور اس کی آواز سن کر اگر وہاں اس کا کوئی ساتھی ہے تو وہ بھی آ جائے اور یہ لوگ غصے میں آ کر اندر کے غلاموں کو بھون ڈالیں جن میں ہو سکتا ہے کہ زرگال بھی ہو، چنانچہ عنبر نے جھک کر ریڈ انڈین اپاچی کو سلام کیا اور پھر جب سر اُٹھایا تو اس کے ساتھ ہی ایک زور دار لات اس کے ہاتھ پر ماری۔ رائفل اس کے ہاتھ سے اچھل کر دُور جا گری۔ یہی عنبر چاہتا تھا۔

ریڈ انڈین گلے سے آواز نکال کر عنبر پر جھپٹ پڑا۔ یہ ایک بے کار حملہ تھا۔ کیوں کہ جونہی ریڈ انڈین نے خنجر سے عنبر پر حملہ کیا۔ عنبر نے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا لیے اور مذاق سے بولا:

"دیکھ لو۔ میں نہتا ہوں۔ میں تمہیں کچھ نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہنا چاہتا۔"

ریڈ انڈین اُوپر تلے عنبر پر وار کر رہا تھا لیکن اس پر کچھ اثر ہی نہیں ہوتا تھا۔ نہ خنجر اس کے جسم میں جاتا تھا اور نہ زخم لگتا تھا۔ نہ خون بہتا تھا۔ پھر وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ عنبر کو کوئی جن بھوت خیال کر کے وہاں سے بھاگنے ہی والا تھا کہ عنبر چھلانگ لگا کر اس پر گرا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ قبیلے میں جا کر بتائے کہ کوئی اجنبی غار میں آگیا ہے۔ عنبر کا اس پر گرنا ہی کافی تھا۔ اسے یوں لگا جیسے کوئی چٹان اس کے اُوپر آن گری ہو۔ وہ عنبر کے نیچے پس گیا۔ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور بے ہوش ہو گیا۔

عنبر نے اسے وہیں چھوڑا اور غار کے اندر چلا گیا۔ یہاں ٹھنڈا اندھیرا تھا۔ غار اندر سے ایک لمبے ہال کمرے کی طرح بہت کھلا تھا اور چھت اتنی نیچی تھی کہ عنبر کو جھک کر چلنا پڑ رہا تھا۔ آگے جا کر غار کی چھت اور نیچی ہو گئی اور سیڑھیاں آگئیں۔ عنبر سیڑھیاں اُترا تو سامنے ایک تہہ خانہ تھا جہاں ایک جگہ پتھروں سے کوئی چبوترہ بنایا جا رہا تھا۔ چار خستہ حال غلام کام کر رہے تھے۔ ایک ریڈ انڈین رائفل لیے کونے میں بیٹھا اُن کی نگرانی کر رہا تھا۔ عنبر کو دیکھتے

ہی اس نے گولی چلا دی۔ عنبر نے آگے بڑھ کر اس کی رائفل چھین کر پرے پھینک دی اور جبڑے پر ایسا مکّا مارا کہ وہ گرا اور پھر نہ اُٹھ سکا۔ غلام چونک کر عنبر کی طرف پھٹی پھٹی خشک آنکھوں سے تکنے لگے۔ بے چاروں کا بھوک اور کمزوری سے بُرا حال ہو رہا تھا۔ وہ چاروں سفید فام امریکی لگتے تھے۔

عنبر نے ان کی زبان میں پوچھا کہ ان میں زرگال نام کا کوئی نوجوان ہے؟ پہلے تو وہ عنبر کو تکتے ہی رہے۔ پھر انہیں احساس ہوا کہ وہ تو ان کا نجات دہندہ بن کر آیا ہے۔ ایک نے کہا:

"وہ پہلے یہاں تھا مگر اب نہیں ہے۔"

عنبر نے پوچھا کہ وہ کہاں مل سکے گا؟ دوسرا غلام بولا:

"اس کو یہاں سے پانچ ہزار میل دُور میکسیکو شہر کے ایک جنگل میں بھیج دیا گیا ہے جہاں مایا تہذیب کے زمانے کے پرانے کھنڈروں میں ریڈ انڈین ایک مندر بنا رہے ہیں۔"

عنبر نے سر پکڑ لیا۔ اب اسے پانچ ہزار میل کا سفر کرنا ہو گا۔ بہرحال وہ مجبور تھا۔ اس کو ابی الماس کی روح کو دیا ہوا وعدہ ہر حالت میں پورا کرنا تھا۔ کہنے لگا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آج سے تم لوگ آزاد ہو۔ آؤ میرے ساتھ اور یہاں سے نکل چلو۔"

غلاموں کے سوکھے چہرے مسکرا اُٹھے۔ عنبر انہیں لے کر غار سے باہر آگیا۔ وہ بے چارے بھوک اور پیاس کے مارے ہوئے تھے۔ لڑکھڑا کر چل رہے تھے۔ وہ خود ہی عنبر کو پہاڑی میں ایک چشمے پر لے گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے درختوں سے پھل توڑ کر کھائے۔ ٹھنڈا پانی پیا۔ جب ذرا ہوش آیا تو اُن میں سے ایک نے کہا:

"ہم تمہارے بے حد شکر گزار ہیں کہ تم نے ہمیں ان ظالم اپاچیوں سے نجات دلائی۔"

اور پھر وہ عنبر سے ہاتھ ملا کر پہاڑی راستوں پر اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ عنبر ان کو آزاد کروا کر بے حد خوش ہوا۔ اب وہ اپنے طویل سفر پر جانے سے پہلے اپنے ساتھی اور احمق نوجوان کاؤ بوائے کو ریڈ انڈین کی قید سے آزاد کرانا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ واپس دریا کی طرف روانہ ہو گیا۔ دریا کے کنارے چلتے چلتے تیسرے پہر جب دھوپ ڈھل رہی تھی تو وہ اپاچی لوگوں کی بستی میں پہنچ گیا۔ اب اسے کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔ کیونکہ جس کی جان کی اسے فکر تھی وہ وہاں نہیں تھا۔

اچانک پیچھے سے ایک تیر آ کر اسے لگا۔ عنبر جھوٹ موٹ زمین پر گر پڑا اور یوں ظاہر کیا جیسے بے ہوش ہو گیا ہے۔ تین ریڈ انڈین اس کے سر پر آ گئے۔ انہوں نے عنبر کو اِدھر اُدھر ہلایا۔ دیکھا کہ تیر کہیں نہیں لگا مگر وہ بے ہوش ہے۔ اتنے میں عنبر نے آنکھ کھول دی۔ ریڈ انڈین اپاچی عنبر کو اُٹھا کر گھسیٹتے ہوئے اپنی بستی میں لے گئے۔ اپاچی لوگوں کا سردار گم ہو گیا تھا۔ اس کی جگہ سردار کا بڑا بیٹا تخت پر بیٹھ کر قبیلے پر حکومت کر رہا تھا۔ عنبر کو سردار کے سامنے پیش کیا گیا۔ عنبر سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہے اور یہاں کیا کر رہا تھا؟ عنبر نے اپاچی زبان میں جواب دیا:

"میں سیر کرنے ادھر آیا ہوں۔ میں مصر کا رہنے والا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس قبیلے کے سردار کو ایک مُردے کی پسلی نے پہاڑوں کے نیچے قید کر رکھا ہے۔"

سردار کا بیٹا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "کیا بکواس کر رہے ہو تم؟ تم ہماری زبان کیسے جانتے ہو؟"

عنبر نے کہا: "میں دنیا کی ساری زبانیں جانتا ہوں۔"

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میرے باپ کو مُردے کی پسلی نے پہاڑ کے نیچے قید کر رکھا ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں نے مُردے کو خود دیکھا ہے جس نے پہلے تمہارے باپ کو پسلی کے ذریعے قید کیا۔ پھر اسے پہاڑ کے نیچے پہنچا دیا۔"

"کیا تم ہمیں اس پہاڑ کے اندر لے جا سکتے ہو؟"

عنبر کو تو خود معلوم نہیں تھا کہ پہاڑ کے اندر سردار جادوگر کس جگہ قید ہے۔ وہ سر کھجا کر بولا:

"وہ جگہ تو میں نے بھی نہیں دیکھی۔"

سردار کا بیٹا سخت غصے میں آ گیا:

"تم ہمیں بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ تم سفید لوگوں کے جاسوس ہو اور ہمارے قبیلے میں جاسوسی کرنے آئے ہو۔ تمہاری سزا موت ہے۔"

سارے اپاچیوں نے نعرے لگا کر کہا: اسے مار ڈالا جائے

عنبر نے کہا:

"تم مجھے نہیں مار سکتے۔"

سردار نے کہا: "کل سورج نکلتے ہی اس کی گردن کاٹ کر سر چھوٹا کر دیا جائے۔ اس کا سر میں اپنے دروازے پر لٹکاؤں گا۔"

عنبر کو ایک جھونپڑی میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پیچھے رسی کے ساتھ بڑی مضبوطی سے باندھ

دیئے گئے تھے۔ اس کا ایک پاؤں بھی زمین میں گڑھے ہوئے بانس کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ عنبر بانس کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اب اسے یہ فکر تھی کہ کاؤ بوائے کس جگہ قید ہے؟ کہیں ان لوگوں نے اسے ہلاک تو نہیں کر دیا۔ اتنے میں ایک ریڈ انڈین اس کے لیے پانی کا مٹکا لے کر اندر آیا۔ عنبر نے اس سے اس کی زبان میں کہا:

"کیا کل صرف میری گردن ہی کاٹی جائے گی یا کسی دوسرے سفید آدمی کو بھی۔۔۔۔؟"

ریڈ انڈین نے بات کاٹ کر سختی سے کہا:

"تم کون ہوتے ہو یہ باتیں پوچھنے والے۔ کل تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھ اور کس سفید آدمی کی گردن کاٹی جا رہی ہے۔"

اتنا کہہ کر ریڈ انڈین باہر نکل گیا۔ باہر چار ریڈ انڈین اپاچی پہرہ دے رہے تھے۔ عنبر کو اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا۔ یقیناً اس کے ساتھ دوسرے روز کاؤ بوائے کو ہی قتل کیا جا رہا تھا۔ اس نے صبح کا انتظار شروع کر دیا۔ وہ کل صبح اپاچی لوگوں پر اپنی کرامت کا رُعب جمانا چاہتا تھا۔ آخر دن چڑھ آیا۔ عنبر کو باہر لے جا کر کھلی جگہ پر درخت کے نیچے کھڑا کر دیا گیا۔ اس کی دونوں ٹانگیں جوڑ کر باندھ دی گئیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سردار سامنے تخت بچھا کر بیٹھ گیا۔ اردگرد بستی کے سارے اپاچی مرد اور عورتیں قتل کا تماشا دیکھنے کھڑی ہو گئیں۔ ایک اپاچی کلہاڑا لے کر عنبر کے پاس آ گیا۔ سردار نے کہا:

"دوسرے کو بھی لاؤ۔"

اتنے میں عنبر نے دیکھا کہ دوسری طرف سے ریڈ انڈین اس کے نادان دوست کاؤ بوائے کو لیے آ رہے ہیں۔ اسے بہت خوشی ہوئی کہ وہ ابھی تک زندہ ہے۔ اب وہ چاہتا تھا کہ پہلے کاؤ بوائے کو قتل نہ کیا جائے۔ کاؤ بوائے خوف سے کانپ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ خشک تھے۔ اسے بھی عنبر کے پاس لا کر باندھ دیا گیا۔ عنبر نے سردار کی طرف مخاطب ہو کر کہا:

"میری آخری خواہش ہے کہ پہلے اس کاؤ بوائے کی جگہ مجھے قتل کیا جائے۔"

سردار نے گردن اٹھا کر کہا:

"تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے؟ جیسا میں چاہوں گا وہی ہو گا۔"

عنبر پریشان ہو گیا۔ کاؤ بوائے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کے حلق سے آواز تک نہیں نکل رہی تھی۔ موت بے چارے کے سامنے کھڑی تھی۔ عنبر نے سوچا کہ یہ جاہل اپاچی سردار

کاؤ بوائے کی گردن پہلے اڑا دے گا۔ اب جو کچھ کرنا ہے جلدی سے کر دینا چاہیئے۔ یہ سوچ کر عنبر نے سردار کی طرف گھور کر دیکھا اور کہا:

"سنو بدبخت اور احمق سردار!"

سردار نے ایسی گالیاں کبھی نہیں سنی تھیں۔ وہ طیش میں آ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنا خنجر پورے زور سے عنبر کی طرف پھینکا۔ خنجر عنبر کے سینے سے ٹکرا کر دور جا گرا۔ عنبر نے مسکرا کر کہا:

"او جاہل اپاچی!"

سارے اپاچی بے چین ہو گئے اور عنبر پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہی تھے کہ عنبر نے زور سے جھٹکا دے کر اپنے ہاتھ پاؤں کی رسیاں کاٹ کر رکھ دیں۔ جو اپاچی کلہاڑا اٹھائے پاس کھڑا تھا اس نے پوری طاقت کے ساتھ کلہاڑا عنبر کی گردن پر دے مارا۔ کلہاڑا ٹوٹ کر دور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی عنبر نے کلہاڑا چلانے والے اپاچی کو ایک ہاتھ سے گردن سے پکڑ کر اوپر کو اتنی زور سے اچھالا کہ وہ اوپر درخت کی ٹہنیوں میں جا کر الجھ گیا۔ جو وحشی عنبر کی طرف بڑھے انہیں بھی عنبر نے اوپر اچھال دیا اور وہ درخت کی شاخوں سے ٹکرا کر نیچے گر کر ادھموئے ہو گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سردار یہ سب کچھ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ عنبر نے دونوں ہاتھ پھیلا کر کہا:

"سنو! میں تمہارے اپاچی قبیلے کے دیوتا کا بیٹا ہوں۔"

ان الفاظ نے سب پر جادو کا اثر کیا۔ وہ عنبر کی کرامات دیکھ چکے تھے۔ سب اس کے آگے گر پڑے۔ مگر سردار کو ابھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے کہا:

"ہمارے دیوتا پر آگ حرام ہے۔ اگر تم آگ میں سے گذر کر زندہ بچ جاؤ تو ہم تمہیں دیوتا کا بیٹا تسلیم کر لیں گے۔"

اسی وقت آگ کا الاؤ روشن کر دیا گیا۔

جب آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو عنبر نے ان میں چھلانگ لگا دی۔ سب اپاچی اور سردار اور عورتیں سانس روکے یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ عنبر آگ میں جل کر راکھ ہو گیا ہو گا۔ مگر کچھ دیر بعد عنبر آگ کے شعلوں میں سے اس طرح باہر نکل آیا کہ اس کا ایک بال بھی نہیں جلا تھا اور کپڑے ویسے ہی تھے۔ سب نے نعرے لگائے۔ سردار نے عنبر کے آگے سجدہ کر دیا۔ ہر طرف خوشیاں منائی جانے لگیں کہ دیوتا کا بیٹا خود ان کی بستی میں آیا ہے۔ عنبر کو ہاروں سے

لاد دیا گیا۔ کاؤ بوائے کی بھی جان بچ گئی تھی۔

وہ رات عنبر اور کاؤ بوائے نے اپاچیوں کی بستی میں بسر کی۔ زرگال کے بارے میں سردار کے بیٹے نے بتایا کہ انہوں نے چند غلام فروخت کر دیئے تھے۔ زرگال بھی ان میں تھا۔ یہ غلام میکسیکو کے ریڈ انڈین اپنے ساتھ لے گئے ہیں جو وہاں ایک ویرانے میں مایا تہذیب کے کھنڈروں میں ایک پُراسرار مندر تیار کر رہے ہیں۔

شام کے وقت عنبر کاؤ بوائے کو ساتھ لے کر ٹیکساس کے شہر میں پہنچ گیا۔ کاؤ بوائے تو عنبر کا چیلا بن گیا تھا۔ وہ اس سے بار بار کہتا کہ اسے بھی آگ میں زندہ رہنے کا جادو بتائے۔ عنبر مسکرا کر خاموش رہتا۔ ٹیکساس شہر میں رہ کر عنبر نے میکسیکو جانے کی تیاریاں مکمل کیں۔ وہاں سے ایک قافلہ جنوبی امریکہ کی طرف جاتا تھا۔ عنبر اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ یہ دس بارہ گھوڑا گاڑیوں کا قافلہ تھا۔ جس میں عورتیں اور بچے بھی سوار تھے۔ عنبر زرگال کی تلاش میں جا رہا تھا۔ مگر اس کا دل ابھی تک ماریا کی طرف لگا ہوا تھا۔ اسے اتنا یقین تھا کہ وہ امریکہ پہنچ چکی ہے۔ اس نے کاؤ بوائے سے صرف اتنا کہا تھا کہ اگر کبھی اسے کوئی ایسی عورت کی آواز آئے جو غائب ہو تو اسے بتا دینا کہ عنبر میکسیکو کی جانب چلا گیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبر کی تلاش

ماریا پہاڑ کے اندر کنوئیں میں قید تھی۔

طلسم نے اسے چاروں طرف سے بند کر رکھا تھا۔ وہ کئی روز سے اسی تنگ کنوئیں میں پڑی عنبر اور ناگ کو یاد کر رہی تھی۔ اس کے ذہن میں وہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب آتی تھی۔ سوچ سوچ کر وہ تھک گئی تھی اور اب اس نے صبر کر لیا تھا کہ شاید کبھی عنبر کا اس طرف سے گذر ہو اور وہ اسے وہاں سے نکال سکے۔ اب ایسا اتفاق ہوا کہ اس پہاڑی کے دامن میں ایک کالا سانپ رہتا تھا۔ یہ سانپ پچاس برس سے اسی جنگل میں رہ رہا تھا۔ پچاس برس کی عمر تک پہنچنے کے بعد اس میں اتنی طاقت آگئی تھی کہ ناگ دیوتا کے خاندان والوں کی بُو کو ہوا میں محسوس کر لے۔ ایک روز وہ جنگل سے نکل کر پانی پینے پہاڑی والے چشمے کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک اس نے فضا میں ایک مانوس قسم کی بُو محسوس کی۔ کالا

سانپ وہیں رُک گیا۔ یہ پانچ فٹ لمبا بڑا مضبوط اور خطرناک سانپ تھا۔ اس نے اپنا پھن اُٹھا کر چاروں طرف گھمایا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ بُو کدھر سے آ رہی ہے؟ یہ بُو مقدس ناگ دیوتا کے خاندان والوں کی بُو تھی۔ اور صرف ان ہی لوگوں کے جسموں سے آیا کرتی ہے جو ناگ دیوتا کے ساتھ رہ چکے ہوں۔ یہ بُو پہاڑی کی جانب سے آ رہی تھی۔

کالا سانپ پہاڑی کے پاس آیا تو بُو تیز ہو گئی۔ اب وہ بُو کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ وہ پہاڑی کے اندر ایک سوراخ سے ہوتا ہوا ایک غار میں آ گیا۔ بُو برابر اس کی رہنمائی کر رہی تھی۔ کالا سانپ ایک تہہ خانے میں اُتر آیا۔ اس نے دیکھا کہ آگے ایک کنواں ہے۔ مقدس ناگ کی بُو اسی کنوئیں میں سے آ رہی تھی۔ کالا سانپ کنوئیں کے اُوپر چڑھ گیا۔ اس نے گردن جھکا کر نیچے دیکھا۔ کنوئیں میں اندھیرا تھا۔ مگر بُو بڑی تیز تھی۔ پچاس برس تک زندہ رہنے سے کالے سانپ میں یہ اہلیت بھی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ انسان کے دماغ میں اپنی بات لہروں یعنی سگنل کے ذریعے ڈال سکتا تھا۔

سانپ نے سوچا کہ اگر اندر ناگ خاندان کا کوئی شخص موجود ہے تو اس سے بات کرنی چاہیے۔ اس نے پھن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اٹھا کر ایک بڑا طاقتور سگنل نیچے بھیجا، ماریا نے بھی سانپ کی بُو محسوس کر لی تھی۔ جب ایک خیال کی لہر اس کے دماغ سے آ کر ٹکرائی تو وہ اُٹھ بیٹھی۔ یہ لہر اس کے ذہن میں آتے ہی ایک فقرہ بن گئی جو یہ تھا۔

"تم کون ہو؟"

ماریا نے چیخ کر کہا: "ناگ بھائی! کیا تم آ گئے؟"

ماریا کی آواز تو کالا سانپ نہ سُن سکا لیکن ماریا کے ذہن کا خیال اس کے جسم سے لہریں بن کر ٹکرایا اور وہ ماریا کی بات سمجھ گیا۔ اس نے ایک اور سگنل دیا:

"تم مقدس ناگ کو جانتی ہو؟"

ماریا نے کہا: "میں اس کی بہن ہوں۔"

سانپ کا سگنل: "تم یہاں کیسے آ گئیں بہن؟"

ماریا کا سگنل: "یہ لمبی کہانی ہے۔ میں عنبر کی تلاش میں آئی تھی۔ کہ ایک انسانی پسلی اڑتی ہوئی میرے اُوپر سے گذری اور میں اس کنوئیں میں بند ہو کر رہ گئی۔"

سانپ کا سگنل: "مُردے کی پسلی؟"

"ہاں"

کچھ دیر خاموشی رہی۔ کالے سانپ نے کوئی سگنل نہ

دیا۔ وہ غور کر رہا تھا۔

ماریا نے سگنل دیا: "تم کیا سوچ رہے ہو؟ کیا تم چلے گئے ہو؟"

سانپ نے سگنل دیا: "نہیں ماریا بہن! میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ تمہیں اس طلسم سے آزاد کرانا میرا فرض ہے۔ ساری بات میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ تم میرا انتظار کرو۔"

یہ کہہ کر کالا سانپ غار سے باہر نکل آیا۔ اس نے جنگل کی طرف رینگنا شروع کیا۔ وہ بڑی تیزی سے جا رہا تھا اور گھاس کے ٹیلوں پتھروں اور کھائیوں کو عبور کر رہا تھا۔

آخر وہ اس پرانے قبرستان میں پہنچ گیا جہاں پسلی والے مُردے کی قبر تھی۔ کالے سانپ نے ایک ایک قبر میں سے گذر کر دیکھا، وہاں جتنے بھی مُردے سو رہے تھے۔ ان کی پسلیاں پوری تھیں۔ آخر وہ ایک قبر میں گھُسا تو اس نے دیکھا کہ وہاں جو مُردہ پڑا ہے۔ اس کے سینے میں ایک طرف شگاف پڑا ہے اور اس کی ایک پسلی اکھڑ کر باہر کو نکلی ہوئی ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ کسی نے ایک بار پسلی باہر نکال کر اسے دوبارہ اندر داخل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔
کالا سانپ سمجھ گیا کہ یہی وہ جادو کی پسلی ہے جس نے مقدس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کی بہن ماریا کو کنوئیں کے طلسم میں قید کر رکھا ہے۔

کالے سانپ نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر پسلی باہر کھینچ لی اور اسے لے کر قبر سے باہر نکل آیا۔ قبرستان میں آدھی رات کے بعد بڑی پُر اسرار زرد چاندنی پھیلی ہوئی تھی اور ایسا لگتا تھا جیسے قبرستان میں روحیں اُتر کر آپس میں سرگوشیاں کر رہی ہیں۔ کالا سانپ منہ میں مُردے کی پسلی اُٹھائے خشک پتوں پر رینگتا قبرستان سے باہر نکل گیا۔ وہ پہاڑی کی طرف جانے والی پگڈنڈی پر ہو لیا۔

کالا سانپ مُردے کی پسلی لے کر پہاڑی کے اندر آگیا۔ ماریا کنوئیں کے اندر خاموش بیٹھی کالے سانپ کا انتظار کر رہی تھی۔ اچانک اس نے محسوس کیا کہ کوئی غیبی طاقت اسے اپنی ہتھیلی پر بٹھا کر کنوئیں سے اُوپر لیے جا رہی ہے۔ پھر اسے کنوئیں سے باہر نکال کر پتھروں پر رکھ دیا گیا۔ ماریا نے دیکھا کہ اس کے سامنے کالے رنگ کا لمبا سانپ کنڈل مارے پھن اُٹھائے بیٹھا جھوم رہا ہے اور مُردے کی پسلی اس کے آگے پڑی ہے۔ سانپ نے سگنل دیا:

"بہن ماریا! تم اگر غائب ہو۔ مگر میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے بال لمبے لمبے ہیں اور تم بڑی خوب صورت ہو۔"

ماریا نے سگنل کی لہروں میں جواب دیا:

"شکریہ میرے بھائی! تم نے میری مدد کی۔ میں تمہارا احسان یاد رکھوں گی۔"

کالے سانپ نے کہا: "مقدس ناگ کے دوستوں اور خاندان والوں پر تو ہمارا جان بھی قربان ہے۔ میرے ساتھ غار سے باہر آ جاؤ ماریا بہن۔"

ماریا غار سے نکل کر باہر آگئی۔ رات دم توڑ رہی تھی۔ چاندنی پھیکی پڑتی جا رہی تھی۔ مشرق میں صبح کی روشنی کی ایک نیلی جھلک دکھائی دینے لگی تھی۔ کالے سانپ نے کہا:

"ماریا بہن! مقدس ناگ کہاں ہیں۔ ان کو دیکھے ایک زمانہ گذر گیا۔ میں بوڑھا ہو چلا ہوں۔ سوچتا ہوں اگر مرنے سے پہلے ایک بار مقدس دیوتا ناگ کے درشن ہو جائیں تو میں خوشی خوشی جان دے سکوں گا۔"

ماریا نے سگنل میں جواب دیا:

"سانپ بھائی! ناگ میری تلاش میں اس علاقے میں ضرور آئیں گے۔ اگر تم سے ان کی ملاقات ہو تو میرے بارے میں بتانا کہ میں اپنے دوست اور بھائی عنبر کی تلاش میں ادھر سے گذری تھی۔"

کالے سانپ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بہت اچھا میری بہن! مگر یہ تو بتاؤ کہ عنبر کو تم اس طرف کیوں تلاش کر رہی ہو؟"

ماریا نے کالے سانپ کو ابی سلمان کی روح کا سارا قصہ سنا دیا اور بتایا کہ عنبر ابی سلمان خاندان کے آخری بیٹے زرگال کی تلاش میں آیا ہے۔ زرگال کو شاہی خزانے کی چابی دینی ہے اور زرگال کے بارے میں خبر ملی تھی کہ وہ اپاچی قبیلے کی قید میں مصیبت کے دن گزار رہا ہے۔

کالے سانپ نے کہا:

"ماریا بہن تم جس علاقے میں اس وقت کھڑی ہو یہ اپاچی قبیلے والوں کا علاقہ ہے۔"

"تو پھر عنبر اس علاقے میں کہیں ہے۔ کیا تم اس کی تلاش میں میری مدد کر سکتے ہو؟"

کالے سانپ نے کہا: "مجھے افسوس ہے بہن ماریا۔ میں اس پہاڑی اور جنگل سے باہر نہیں جا سکتا۔ پچاس برس گزر جانے پر ہر سانپ ایک خاص علاقے میں دس برس کے لیے پابند کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے آزادی ہوتی ہے کہ اگر چاہے تو کسی درندے یا جانور کی شکل اختیار کر کے باقی زندگی بسر کرے۔ اس لیے میں مجبور ہوں

نہیں تو میں تمہاری ضرور مدد کرتا۔ تم قبیلے میں جاؤ۔ اگر تمہیں کوئی پریشانی ہوئی تو میرے پاس آ جانا۔ اس جگہ میں تمہارے لیے جان بھی قربان کر سکتا ہوں۔"

ماریا جانتی تھی کہ طلسم اور جادو کی دنیا میں سانپوں کی اپنی مجبوریاں بھی ہوتی ہیں۔ اس نے کالے سانپ کا شکریہ ادا کر کے اس سے اجازت لی اور اپاچی بستی کی طرف چل پڑی۔ کئی روز سے کنوئیں کے اندر پڑے رہنے سے وہ بیٹھی بیٹھی تھک گئی تھی۔ جوں ہی وہ کھلی فضا میں آئی اس نے تھوڑا تھوڑا اڑنا شروع کر دیا۔ سامنے دریا آ گیا۔ دریا پار اپاچیوں کی بستی تھی۔ ماریا ایک بار زور سے اچھلی اور وہ ہوا میں تیرنے لگی۔ اڑتے اڑتے اس نے دریا پار کر لیا۔

دریا کے پار آ کر وہ اپاچیوں کی بستی میں آ گئی۔ اپاچی بے خبر سو رہے تھے۔ جھونپڑیوں میں خاموشی تھی۔ دو تین وحشی ریڈ انڈین مشعلیں جلائے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا نے ایک ایک جھونپڑی کے اندر جا کر جھانک کر دیکھا مگر عنبر کہیں دکھائی نہ دیا۔ ایک جھونپڑی سب سے بڑی تھی اور اس کے اندر روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا اس جھونپڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی طرف بڑھی۔ باہر پہرہ لگا تھا۔ لیکن ماریا چونکہ غائب تھی۔ اس لیے وہ بڑی آسانی کے ساتھ پہرہ داروں کے درمیان سے گذر گئی۔ اندر جا کر دیکھا کہ قبیلے کا نوجوان سردار بیٹھا ہے۔ دو ریڈ انڈین ادب سے قریب کھڑے ہیں سردار نے کہا:

"میں نے اپنے باپ کی تلاش میں سارے علاقے کا کونہ کونہ چھان مارا۔ مگر کہیں اُن کا نشان تک نہیں ملا۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں"

ریڈ انڈین بولا "سردار! مقدس دیوتا کے بیٹے نے کہا تھا کہ آپ کے والد پہاڑی کے نیچے کسی تہہ خانے میں بند ہیں۔ اور ان پر طلسم کیا گیا ہے"

سردار نے کہا "مقدس دیوتا کے بیٹے نے ٹھیک کہا ہوگا۔ مگر اب ہم پہاڑی کو تو نہیں کھود سکتے۔ کہیں ہماری بستی پر کوئی آفت نہ آجائے"

دوسرا ریڈ انڈین بولا "سردار! کہیں مقدس دیوتا کا بیٹا جھوٹا تو نہیں تھا؟"

اس پر سردار نے اسے ڈانٹ دیا "خبردار! ایسی بات پھر زبان پر مت لانا کیا تمہارے سامنے مقدس دیوتا کا بیٹا آگ میں سے نہیں گذرا تھا؟

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اس کی گردن پر کلہاڑا لگا اور گردن کو کچھ نہیں ہوا۔ یہ سب مقدس دیوتا کے بیٹے کی نشانیاں نہیں تو اور کیا ہیں؟"

ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ سمجھ گئی کہ جس مقدس دیوتا کے بیٹے کا یہ لوگ ذکر کر رہے ہیں وہ سوائے عنبر کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اب اسے یہ معلوم کرنا تھا کہ مقدس دیوتا کا بیٹا یعنی عنبر وہاں سے کدھر کو گیا ہے؟ ماریا نے سوچا کہ کیوں نہ وہ مقدس دیوتا کی بیٹی بن جائے؟ اس نے دیکھا کہ سردار کے آگے تخت پر ایک چنگیر پڑی ہے جس میں دودھ کا پیالہ رکھا تھا۔ ماریا نے بڑے آرام سے ہاتھ آگے بڑھا کر دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔ سردار اور ریڈ انڈین باتیں کر رہے تھے کہ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ پیالہ ہوا میں بلند ہو گیا ہے۔ وہ ڈر کر پرے پرے ہٹ گئے۔ ماریا نے پیالہ واپس تخت پر رکھ کر کہا:

"گھبراؤ نہیں۔ میں مقدس دیوتا کی بیٹی ہوں اور اپنے بھائی کی تلاش میں یہاں آئی ہوں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس طرف گیا ہے؟"

سردار کے منہ سے بات نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے رُک رُک کر کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اے مقدس دیوتا کی بیٹی! وہ شخص ایک کاؤ بوائے کو ساتھ لے کر ٹیکساس شہر کی طرف گیا تھا"

ماریا نے ٹیکساس شہر کا پورا راستہ معلوم کیا اور کہا:

"اچھا اب میں جاتی ہوں۔ مگر جاتے جاتے تمہیں اپنی نشانی ضرور دیتی جاؤں گی"

اور ماریا نے جھونپڑی میں نکلنے سے پہلے پھونک مار کر موم بتی بجھا دی۔ ماریا اپاچیوں کی بستی کو الوداع کہہ کر وہاں سے ٹیکساس شہر کی طرف روانہ ہوئی جو پچاس میل کے فاصلے پر تھا۔ وہ رُک رُک کر اُڑتی ہوئی واپس جا رہی تھی اور صبح ہوتے ہی شہر میں پہنچ گئی۔ یہ وہی شہر تھا جہاں سے عنبر میکسیکو کی جانب روانہ ہوا تھا اور جہاں اس کا احمق ساتھی رہتا تھا۔ شہر ابھی سو کر اُٹھا تھا۔ بازاروں میں لوگ گھوڑوں پر سوار جا رہے تھے۔ ایک چھکڑا گاڑی جا رہی تھی۔ سبزی والے آ رہے تھے۔

ماریا بازار میں چلی جا رہی تھی۔ اس نے سارے بازاروں کا چکر لگایا۔ ایک ایک دکان اور مکان میں جھانک کر دیکھا۔ عنبر وہاں بھی نہیں تھا۔ سوچنے لگی کہ کیا کرے؟ کس سے عنبر کے بارے میں پوچھے؟

جب تک عنبر کا پتہ نہیں چل جاتا وہ وہاں سے کیسے

جا سکتی تھی۔ عنبر کی خبر اسے اس شہر سے مل سکتی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ یہاں سب سے پہلے کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے جہاں آرام سے رات بسر کرنے کا بندوبست ہو سکے۔ ایسی جگہ کوئی ہوٹل ہی ہو سکتا تھا۔ اس چھوٹے سے شہر میں ایک ہی اچھا ہوٹل تھا۔ ماریا اس دو منزلہ ہوٹل میں آ گئی۔ اس کے کمرے اکثر خالی پڑے تھے۔ چھوٹے چھوٹے معمولی سے کمرے تھے۔ اوپر والی منزل پر تین کمرے تھے جو بند پڑے تھے۔ ماریا ایک کمرے کے بند دروازے میں سے گزر کر اندر چلی گئی۔

کھڑکی بند تھی۔ پردہ گرا تھا۔ دیوار کے ساتھ ایک پلنگ بچھا تھا۔ منہ ہاتھ دھونے کے لیے ٹب رکھا تھا۔ جگ پانی سے بھرا پڑا تھا۔ ایک کرسی میز بھی تھی۔ ماریا کے لیے یہ جگہ کافی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ دو تین دنوں میں گھوم پھر کر کسی نہ کسی سے یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو جائے گی کہ عنبر کہاں اور کس طرف گیا ہے۔ کیونکہ یہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ عنبر اس شہر میں نہیں ہے ——— اس کا دل کافی پینے کو چاہا۔ وہ نیچے والے کاؤ بوائے ہوٹل میں آ گئی۔ یہاں شہر کے بدنام غنڈے قاتل اور پستول باز جمع تھے جو شریف لوگوں کی بے عزتی کرتے اور کبھی کبھی انہیں جان سے بھی مار دیتے تھے۔ ماریا کو کچھ معلوم نہیں تھا

کہ یہ لوگ کتنے خطرناک ہیں۔ وہ اس خیال سے بھی ہوٹل میں آ گئی تھی کہ شاید اسے عنبر کے بارے میں کچھ خبر مل جائے۔

ہوٹل میں لوگ میزوں کے گرد بیٹھے کافی وغیرہ پی رہے تھے۔ کاؤنٹر کے پیچھے ہوٹل کا مالک گاہکوں کو ناشتہ بنا بنا کر دے رہا تھا۔ ماریا نے ذرا پرے جا کر کافی کا ایک پیالہ اُٹھا لیا۔ پیالہ اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ ماریا کے اختیار میں یہ بات تھی کہ وہ جب چاہے اپنے ہاتھ کی چیزوں کو غائب کر دے اور جب چاہے انہیں ظاہر کر دے۔ اس وقت کافی کا پیالہ اس کے ہاتھ میں غائب تھا۔ وہ کونے والی چھوٹی سی گول میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی اور چاروں طرف غور سے دیکھتی کافی پینے لگی۔ وہ ہر آنے والے پر بھی نظر رکھے ہوئے تھی کہ شاید کہیں عنبر نہ آ جائے۔ باہر گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آئی اور دو غنڈے گھوڑوں سے اُتر کر اندر آ گئے۔ شکل صورت سے ہی وہ بڑے خطرناک قاتل لگ رہے تھے۔ اس قسم کے غنڈے آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے اس علاقے میں عام پائے جاتے تھے۔ وہ قصبوں شہروں اور ہوٹلوں میں دندناتے پھرتے۔ جہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو جی چاہتا اُٹھا کر کھا پی جاتے اور کسی کو قیمت ادا نہ کرتے تھے۔ ماریا ان کے بارے میں بہت کچھ جانتی تھی۔ کیونکہ وہ ایک بار پہلے بھی عنبر کے ساتھ اس قسم کے لوگوں سے مل چکی تھی۔

دونوں غنڈے ہوٹل میں داخل ہو گئے۔ سیدھے کاؤنٹر پر آئے۔ اپنی پستولیں کاؤنٹر پر سامنے رکھیں اور ہوٹل کے مالک کو حکم دیا کہ کافی لائی جائے۔ ہوٹل میں خاموشی چھا گئی۔ سبھی لوگ اچھی طرح جانتے تھے کہ اب خون خرابہ ہو گا۔ کچھ شریف بوڑھے تو ہوٹل سے کھسک گئے۔ جو بیٹھے رہے انہوں نے منہ دوسری طرف کر لیے اور سہمے ہوئے انداز میں جلدی جلدی ناشتہ ختم کرنے لگے۔ ہوٹل کے مالک نے دونوں غنڈوں کو کافی اور کھانے کو دیا۔ غنڈوں نے جلدی جلدی ناشتہ کیا۔ پھر ایک غنڈے نے لوگوں کی طرف منہ کر کے پستول تان لیا اور دوسرے غنڈے نے ہوٹل کے مالک پر پستول تان کر حکم دیا۔

"جتنا کیش تمہاری تجوری میں ہے ہمارے حوالے کر دو۔"

غنڈے نے چمڑے کی تھیلی اس کی طرف بڑھا کر کہا کہ وہ اسے بھر دے۔ ہوٹل کا مالک پریشان ہو گیا۔ بے چارے کی ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ غریب کیا کر سکتا تھا۔ بے دلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے تھیلی میں کیش بھرنے لگا۔ غنڈہ ہنس رہا تھا۔ دوسرے غنڈے نے لوگوں سے کہا:

"اگر کسی نے ذرا سی بھی حرکت کی تو میں گولی سے اُڑا دوں گا۔"

اب ماریا سے یہ ظلم نہ دیکھا گیا۔ اس نے ہمیشہ ظلم کے خلاف جنگ کی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اُٹھتے وقت اس کی کرسی پیچھے گئی تو ساتھ والی میز پر بیٹھے گاہک کی آنکھیں کھل گئیں کہ یہ کرسی اپنے آپ کیسے پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے آنکھیں ملیں کہ شاید اس کی نظر کا دھوکہ تھا۔

ماریا آہستہ آہستہ چلتی اس غنڈے کے پاس آگئی۔ جس نے گاہکوں کی طرف منہ کر کے پستول تان رکھا تھا۔ ماریا نے اس کے کان میں کہا:

"کیوں بھئی کیا خیال ہے تمہاری گردن توڑ ڈالوں؟"

غنڈہ ایک عورت کی آواز سن کر اچھل کر پرے ہو گیا۔ کیوں کہ اس کے پاس کوئی عورت نہیں کھڑی تھی۔ ماریا نے اس کے پستول والے ہاتھ پر زور سے ہاتھ مارا۔ پستول نیچے گر پڑا۔ ماریا نے پستول اُٹھا لیا پستول اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ ماریا نے غنڈے کی گردن

پر نالی لگا کر کہا:

"یہاں سے بالکل نہ ہلنا۔ میں بھوت ہوں۔ تمہارا پستول میرے پاس ہے۔ اگر بھاگے تو میں تم کو جہاں بھی ہو گے وہاں پہنچ کر تمہیں ہلاک کر ڈالوں گا۔"

دوسرے غنڈے نے چلّا کر کہا:

"اُلّو کے پٹھے تمہارا پستول کہاں ہے؟"

پہلا غنڈہ کانپتی آواز میں بولا:

"کسی بھوت نے میری گردن کے ساتھ پستول لگا رکھا ہے۔ میں اپنی جگہ سے ہلا تو یہ گولی چلا دے گا۔"

دوسرا غنڈہ غرّایا:

"تم پاگل ہو گئے ہو۔ میں جا رہا ہوں۔ تم جاؤ جہنم میں اپنے بھوت کے ساتھ۔"

دوسرے غنڈے نے کیش کی تھیلی اُٹھائی اور پستول تانے ہوٹل کے دروازے کی طرف بڑھا۔ ماریا نے پہلے غنڈے کو وہیں چھوڑا اور دوسرے غنڈے سے دو دو ہاتھ کرنے اس کے پیچھے لپکی۔ اور اسے دروازے میں ہی جا لیا۔ غنڈہ کیش کی تھیلی لیے باہر نکلنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی لگا تھا کہ ماریا نے ایک میز پر سے رسّی کا ٹکڑا اُٹھا کر اس کی گردن میں ڈالا اور اسے پیچھے کھینچنا شروع کیا۔ غنڈہ بوکھلا گیا۔ پیچھے دیکھا۔ پیچھے کوئی بھی نہیں تھا رسّی کا دوسرا سرا ہوا میں گمُ ہو گیا تھا۔ ماریا کی طاقت بے پناہ تھی۔ اس نے پیچھے کو دھکا دیا تو غنڈہ گر پڑا۔ ماریا نے کیش کی تھیلی اُٹھا کر ہوٹل کے مالک کے آگے پھینک دی۔ دوسرے غنڈے نے گولی چلا دی۔ ایک گولی گاہک کو لگی۔ وہ ڈھیر ہو گیا۔ دوسری گولی نے ایک دوسرے گاہک کو ہلاک کر دیا۔ ماریا نے پستول سے فائر کیا۔ پہلا غنڈہ گولی کھا کر گر پڑا۔ دوسرے کے گلے میں رسّی پڑی تھی۔ وہ رسّی کھول کر فائرنگ کرنے لگا۔ گولیاں کھڑکیاں توڑتی ہوئی نکل گئیں۔ لوگوں نے باہر کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ غنڈہ پستول چلاتا ایک طرف کو بھاگا کہ کھڑکی میں سے نکل جائے اور گھوڑے پر سوار ہو کر جان بچا لے مگر ماریا اسے معاف نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے دو آدمیوں کا خون کیا تھا۔ ماریا اُچھل کر ہوا میں اُڑی اور کھڑکی میں سے نکل کر سیدھی پستول باز قاتل غنڈے کے سر پر جا پہنچی۔

انسانی بلّی

پستول باز غنڈہ گھوڑے پر سوار گولیاں چلا رہا تھا۔ ماریا اس کے سر کے اُوپر آ گئی تھی۔ وہیں سے اس نے غوطہ لگایا اور غنڈے کے سر پر آن گری۔ غنڈہ نیچے گر پڑا اور اپنے ہی گھوڑے کے پاؤں تلے آ کر کچلا گیا۔ سارے شہر میں شور مچ گیا کہ بھوت نے غنڈوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ شہر میں خوف پھیل گیا۔ یہ خبر کاؤ بوائے نے بھی سُنی تو اُس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اسے اپنے دوست عنبر کی بات یاد آ گئی۔ اس نے کہا تھا کہ اس کی بہن ماریا آئے گی تو وہ کسی کو دکھائی نہیں دے گی۔ اسے کہنا کہ میں میکسیکو چلا گیا ہوں۔

کاؤ بوائے نے بازاروں میں گھومنا شروع کر دیا۔ وہ اس ہوٹل میں بھی آیا۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے ماریا موجود تھی۔ سارا دن وہ ماریا کو تلاش کرتا رہا۔ لیکن وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس نے سوچنا شروع کیا کہ کون سی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسی ترکیب اختیار کرے کہ ماریا سے اس کی ملاقات ہو جائے۔ آخر ایک ترکیب اس کی سمجھ میں آ گئی۔ یہ ترکیب بڑی زبردست تھی۔ اس نے کھلم کھلا اعلان کرنا شروع کر دیا کہ وہ بھوتوں پر یقین نہیں رکھتا۔ لوگ یونہی خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ ہر دکان پر جا کر وہ خود ہی بھوت کی بات چھیڑتا اور پھر بلند آواز میں کہتا:

"کہاں ہے بھوت؟ میرے سامنے آئے میں اسے پستول سے گولی مار کر ہلاک کر سکتا ہوں۔"

اونچی آواز میں وہ اس لیے کہتا کہ اگر ماریا وہاں موجود ہو تو سن لے۔ مگر ماریا اپنے ہوٹل کے کمرے میں جا کر آرام کر رہی تھی۔ شام ہو گئی۔ ماریا ہوٹل کے کمرے میں لیٹی ہوئی تھی کہ کمرے کا تالا کھول کر اس کا مالک کسی گاہک کو لے کر اندر آ گیا۔ ماریا وہاں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ مالک گاہک کو کمرہ دکھانے لگا تو ماریا نے پلنگ سے اٹھ کر پانی کا جگ اٹھا کر گاہک کے سر پر دے مارا اور ساتھ ہی بھاری آواز میں کہا:

"بھاگ جا یہاں سے۔"

ہوٹل کا مالک اور گاہک ڈر کر سر پر پاؤں رکھ کر

وہاں سے بھاگ گئے۔ اسی وقت سارے علاقے میں شور مچ گیا کہ بھوت ہوٹل کی دوسری منزل کے کمرے میں رہتا ہے۔ کاؤ بوائے اسی خبر کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ سیدھا ہوٹل میں پہنچا اور اس کے مالک سے کہا کہ وہ اس کے ہوٹل سے بھوت نکال دے گا۔

"مگر اس کے عوض میں ایک سو ڈالر لوں گا۔"

ہوٹل کا مالک سخت پریشان تھا۔ کہنے لگا:

"میں تمہیں ایک ہزار ڈالر دوں گا تم بھوت کو نکال دو۔"

کاؤ بوائے نے کہا: "تم لوگ اسی جگہ ٹھہرو۔ میں اوپر جاتا ہوں بھوت کے پاس۔"

کاؤ بوائے دوسری منزل میں آ گیا۔ سامنے وہ کمرہ تھا جہاں ماریا رہتی تھی۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ ماریا کو اندر سے کنڈی لگانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیوں کہ ادھر کوئی نہیں آتا تھا۔ کاؤ بوائے نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔ ماریا نے ایک سر پھرے نوجوان کو اندر آتے دیکھا تو اسے سخت غصہ آیا۔ اس نے موم بتی جلائی۔ کمرے میں روشنی ہو گئی۔ کاؤ بوائے کو موم بتی جلانے والی ماریا نظر نہ آئی۔ ماریا نے میز پر رکھی ہوئی کتاب لگی اٹھا کر کاؤ بوائے کو ماری۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاؤ بوائے کے سر پر کتاب لگی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔
"اگر تم بھوت نہیں ہو اور تمہارا نام ماریا ہے تو میری بات غور سے سنو!"

اپنا نام اس اجنبی نوجوان کی زبان سے سن کر ماریا دنگ رہ گئی۔ اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ ماریا ہے؟ ماریا نے محبت سے کہا:

"تم ــــ تم کون ہو؟"

کاؤ بوائے نے عورت کی آواز سنی تو اس کی جان میں جان آئی کہ یہ بھوت نہیں ہے اور وہ ایک ہزار ڈالر جیت گیا ہے۔ اس نے کہا:

"کیا تم ماریا ہو؟"

"ہاں ــــ میں ماریا ہوں۔ مگر تم میرا نام کیسے جانتے ہو؟ کون ہو تم؟"

کاؤ بوائے نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا:

"ماریا میری بات سنو! عنبر نے مجھے ایک پیغام دیا ہے جو تمہیں پہنچانا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تم مل گئیں۔ میں اسی لیے شہر میں تمہاری مخالفت کرتا پھرتا تھا کہ تم گرمی کھا کر میرے مقابلے پر آ جاؤ گی اور پھر میں تمہیں بتا سکوں گا کہ عنبر میرے ساتھ اپاچی قبیلے

میں قید تھا۔"

ماریا نے کہا: "اب وہ کہاں ہے؟"

کاؤ بوائے بولا:

"عنبر نے تمہارا یہاں بہت انتظار کیا۔ وہ اپاچی بستی میں ابی سلمان کی آخری اولاد زرگال کی تلاش میں تھا۔ یہاں آ کر اسے معلوم ہوا کہ زرگال کو میکسیکو کے جنگل میں ایک مایا خاندان کے قبیلے کے ہاتھ بیچ دیا گیا ہے۔ اور وہ میکسیکو کی طرف روانہ ہو گیا۔ جاتے ہوئے اس نے مجھے کہا تھا کہ ماریا یہاں ضرور آئے گی۔ اسے بتا دینا کہ میں میکسیکو کی طرف جا رہا ہوں۔"

ماریا نے کاؤ بوائے سے کہا:

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کیا تم مجھے میکسیکو کو جانے والے راستے کے بارے میں کچھ بتا سکو گے؟"

کاؤ بوائے نے کہا:

"یہ شہر یہاں سے بہت دور ہے۔ عنبر ایک قافلے کے ساتھ یہاں سے روانہ ہوا ہے۔ یہ قافلہ کوئی ایک مہینے میں وہاں پہنچے گا۔ اس سے اندازہ لگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتی ہو کر میکسیکو کتنی دور ہے؟"

ماریا نے کہا: "قافلہ کس جگہ سے روانہ ہوتا ہے؟ کیا تم مجھے وہ سڑک دکھا سکتے ہو جہاں سے قافلہ میکسیکو کو جاتا ہے؟"

"وہ سڑک یہاں سے تو ٹھیک سیدھی جاتی ہے مگر آگے جا کر وہ پہاڑوں میں گم ہو جاتی ہے۔ آگے کا راستہ مجھے بھی معلوم نہیں۔"

ماریا نے کچھ سوچ کر کہا: "تمہارا شکریہ۔ میں خود ہی پہنچ جاؤں گی۔"

کاؤ بوائے نے پوچھا: "کیا تم ہوا میں اڑ سکتی ہو ماریا؟"

"ہاں۔"

اس کے بعد ماریا نے ایک بار پھر کاؤ بوائے کا شکریہ ادا کیا اور اسے وہاں سے واپس بھیج دیا۔ رات ماریا نے ہوٹل کے کمرے میں بسر کی۔ دوسرے دن وہ شہر سے باہر نکل کر اس کچے راستے پر آ گئی جہاں سے میکسیکو کو جاتے تھے۔ ماریا نے اس سڑک پر اڑنا شروع کر دیا۔ وہ سڑک سڑک کر اڑ رہی تھی اور یوں کافی فاصلہ طے ہو رہا تھا۔ دوپہر تک وہ ٹیکساس شہر سے بہت دور، پہاڑیوں سے نکل کر خشک بنجر اور تپتے ٹیلوں میں آ گئی جہاں ریت ہی ریت

پھیلی ہوئی تھی۔ شام کے وقت صحرا میں اندھیرا پھیل گیا۔ ستارے چمکنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد آسمان پر اتنے ستارے نکل کر چمکنے لگے کہ ان کی روشنی سے صحرا جگمگا اٹھا۔ ایسا صحرا ماریا نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

دور صحرا میں ایک ٹیلے کے اوپر ماریا کو چراغ کی روشنی دکھائی دی۔ وہ اس طرف ہوا میں اڑتی ہوئی پہنچ گئی۔ یہ روشنی ٹیلے پر بنے ہوئے ایک ایسے مکان سے آ رہی تھی جس کی شکل کسی پرانے زمانے کے مندر سے ملتی جلتی تھی۔ ماریا مکان کے پاس گئی۔ یہ محرابی چھوٹے سے دروازے والا مکان تھا۔ جس کی چھت گول گنبد کی طرح تھی۔ دیوار کے اوپر چھت کے پاس روشندان کا طاق تھا جس میں سے روشنی کی کرنیں باہر نکل رہی تھیں۔

ماریا اچھل کر ہوا میں اوپر اٹھتی روشن دان کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے جھانک کر دیکھا۔ اندر ایک بلی کا سیاہ بت چبوترے کے اوپر بنا ہوا تھا اور دیا اس کے سر کے اوپر جل رہا تھا۔ ماریا روشندان میں سے گذر کر اندر چلی گئی۔ دیواروں پر فرعون مصر کے زمانے کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ بلی کافی بڑی تھی۔ اور ایک بات جس نے ماریا کو حیران کیا اور کچھ دہشت زدہ بھی کیا، وہ یہ تھی کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلّی کا سارا جسم بلّی ایسا تھا مگر اس کا چہرہ یعنی شکل کسی خوب صورت عورت کی تھی۔ لمبی پلکوں والی بڑی بڑی آنکھیں تھیں۔ لمبا ستواں ناک اور گول رخسار تھے۔ ہونٹوں پر گہرے سرخ رنگ کی سرخی لگی تھی۔ بال گھنگھریالے سیاہ تھے اور ماتھے پر پڑے تھے۔

یہ انسانی بلّی کا بڑا ہی حسین بُت تھا۔ سوال یہ تھا کہ کیا یہاں انسانی بلّی کی پوجا ہوتی ہے۔ پھر یہ بُت یہاں کس نے بنا دیا اور دیا بھی روشن کر دیا تھا۔ ماریا کے دل میں اسی طرح کے سوال آ رہے تھے۔ اس نے انسانی بلّی کے چاروں طرف گھوم کر اسے غور سے دیکھا وہ ایک پتھر کا بت تھا اور سر کے اوپر دیا رکھا تھا جس میں تیل بھرا ہوا تھا اور بتی آہستہ آہستہ جل رہی تھی۔ دیئے کی لَو کی وجہ سے بلّی کے مجسّمے کا سایہ اس کے پاؤں پر کانپ رہا تھا۔ ماریا کو دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ وہ ذرا پرے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ محرابی دروازہ ذرا سا کھلا اور ایک سیاہ پوش انسان اندر آ گیا۔ وہ بلّی کے مجسمے کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

ماریا نے دیئے کی روشنی میں دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا آدمی تھا۔ سیاہ رومال سر پر باندھے سیاہ لمبا کُرتہ پہنے ہوئے

تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر بلّی کے سر سے دیا اُٹھا کر نیچے رکھ دیا۔

نیچے رکھتے ہی انسانی بلّی میں جان پڑ گئی۔ اس نے اپنی بڑی بڑی انسانی آنکھیں گھما کر سیاہ پوش آدمی کی طرف دیکھا اور باریک آواز میں پوچھا۔

"کیا خبر لاتے ہو؟"

سیاہ پوش بولا: "اے ملکہ صحرا! جادوگر سامری اور جنوں کے بادشاہ نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ اور کہا ہے کہ تاج پوشی پرسوں ہو گی جب کہ رات تاریک اور گہری ہو گی۔ قبرستان کے سارے مردے قبروں سے نکل کر آپ کا انتظار کریں گے۔"

انسانی بلّی نے کہا: "ہمیں خبر مل گئی۔ کھانے کے لیے تازہ لاش کا بندوبست کر کے رکھا جائے۔ اب تم جاؤ۔"

سیاہ پوش نے سر جھکایا۔ پھر دیا اُٹھا کر بلّی کے سر پر رکھ دیا۔ انسانی بلّی پھر سے پتھر بن گئی۔ سیاہ پوش آدمی جدھر سے آیا تھا اُدھر سے نکل کر غائب ہو گیا۔ ماریا نے یہ طلسم دیکھ کر تعجب کیا۔ سیاہ پوش کے جاتے ہی ماریا نے بھی آگے بڑھ کر بلّی کے سر کا دیا اُٹھا کر نیچے رکھ دیا۔ انسانی بلّی نے ایک بار پھر اپنی بڑی آنکھیں گھمائیں اور مسکرا کر کہا:

"ماریا! کیا تم سمجھتی ہو کہ میں تمہیں نہیں دیکھ رہی؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا پریشان سی ہو گئی ۔ السانی بلّی دوبارہ بولی :

"میں تمہیں دیکھ رہی ہوں اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تم عنبر کی تلاش میں جا رہی ہو ۔"

ماریا نے ادب سے کہا : "اے ملکہ صحرا ! میں تمہیں سلام پیش کرتی ہوں مجھے بتاؤ تم کون ہو ؟ اور عنبر سے میں کہاں مل سکوں گی ؟"

السانی بلی نے کہا : "میں فرعون کے زمانے کی بلّی ہوں اور پانچ ہزار سال سے اس صحرائی کھنڈر میں رہ رہی ہوں ۔ تم مجھے نہیں جانتیں ۔ مگر میں تمہیں اور عنبر کو جانتی ہوں ۔ آج سے پانچ ہزار سال پہلے میں نے عنبر کو دریائے نیل کے کنارے راع کے مندر کے باہر کھیلتے دیکھا ہے ۔"

ماریا نے پوچھا : "عنبر اس وقت کہاں ہے ؟"

السانی بلی نے کہا : "وہ اس وقت دریائے ایمزن کے پار مایا مندر کی طرف سفر کر رہا ہے ۔ جہاں اسے ابی الماس کی آخری اولاد زرگال کی تلاش ہے ۔"

ماریا نے کہا : "کیا تم مجھے عنبر کے پاس پہنچا سکتی ہو ؟"

السانی بلی بولی : "وہ دریائے ایمزن پار کر چکا ہے اور میری سلطنت صرف دریائے ایمزن کے اس طرف

تک ہے ۔ ہاں میں تمہیں دریائے ایمزن کے کنارے پہنچا سکتی ہوں عنبر دریا پار ایک گھوڑا گاڑی میں سفر کر رہا ہے ۔"

ماریا نے کہا : "اگر تم مجھے دریائے ایمزن تک پہنچا دو تو میں بے حد شکر گزار ہوں گی ۔"

السانی بلّی نے کہا : "تم عنبر کی بہن ہو اور عنبر میرے وطن کا رہنے والا ہے ۔ میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں یاد رکھو تم ایک رات مایا مندر میں پہنچو گی ۔ جہاں دس ہزار سال پرانی دیوی الکندہ کی مورتی ہے ۔ اس مورتی کو میرا سلام کہنا ۔ بس اس سے زیادہ میں تمہاری اور کوئی مدد نہیں کر سکتی ۔ اب تم آنکھیں بند کرو تاکہ میں تمہیں دریا تک پہنچا دوں جو یہاں سے پانچ ہزار میل دُور ہے ۔"

ماریا نے آنکھیں بند کر لیں ۔ دوسرے لمحے السانی بلّی کی آواز سنائی دی :

"آنکھیں کھول دو ۔"

ماریا نے آنکھیں کھولیں تو دن کی روشنی میں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی اور وہ ایک سیاہ کالی چٹانوں کے قریب ایک بہت بڑے دریا کے کنارے کھڑی تھی ۔ دریا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا پاٹ اتنا چوڑا تھا کہ دوسرا کنارہ دھندلا دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ پانی بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا۔ ماریا انسانی بلی کی کرامت پر حیران رہ گئی۔ ایک پل میں اس نے پانچ ہزار میل کا فاصلہ طے کر لیا تھا۔ عنبر اسی دریا کی دوسری جانب میکسیکو کے مایا مندر کی طرف سفر کر رہا تھا جہاں اسے زرگال کی تلاش تھی۔

ماریا نے ارد گرد دیکھا۔ وہاں کوئی آدم یا آدم زاد نہیں تھا۔ وہ اُڑ کر بھی دریا پار نہیں کر سکتی تھی۔ دور ایک جگہ کنارے پر اسے کچھ لوگ کھڑے دکھائی دیئے۔ ماریا وہاں آ گئی۔ یہ ایک چھوٹا سا گھاٹ تھا۔ یہاں ایک بہت بڑی کشتی میں لوگ دریا پار کرنے کے لیے جمع ہو رہے تھے۔ ماریا بھی اُن میں شامل ہو گئی۔ جب سارے مسافر سوار ہو چکے تو کشتی دوسرے کنارے کی طرف روانہ ہوئی۔

یہ عجیب کپڑوں اور شکلوں والے لوگ تھے۔ ان کے بال سیاہ اور لمبے تھے۔ آنکھیں پاکستانیوں ایسی تھیں اور بالوں کی مانگ ریڈ انڈین کی طرح درمیان سے نکالتے تھے۔ وہ اپنی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ کشتی دوسرے کنارے پر جا پہنچی۔ ماریا بھی کنارے پر اُتر گئی اور اس نے ایک سڑک پر سفر شروع کر دیا جو کالے کالے پہاڑوں کے درمیان

چلی جا رہی تھی۔

اب ہم ناگ کی خبر لینے چلتے ہیں کہ اس کا سمندری جہاز کہاں پہنچا ہے۔ ناگ بادبانی جہاز میں سوار سمندر میں سپین کی طرف سفر کر رہا تھا۔ اس کے پاس سفید سانپ کا مہرہ تھا جس کو منہ میں رکھ کر وہ غائب ہو کر انسانی شکل میں ہوا میں اُڑ سکتا تھا۔ اس مہرے کے ساتھ اسے ضرورت نہیں تھی کہ وہ جانور یا پرندہ بن کر اُڑے۔ پہلے وہ غائب نہیں ہو سکتا تھا۔ اس مہرے کی وجہ سے وہ غائب بھی ہو سکتا تھا۔

سمندری جہاز افریقہ کا چکر کاٹ کر جب بحیرہ روم میں داخل ہوا تو آسمان پر اچانک گھنے گھنے سیاہ بادل آنا شروع ہو گئے۔ ہلکی ہلکی ہوا چلنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ہوا نے طوفان کی شکل اختیار کر لی۔ بادل زور سے گرجنے لگا۔ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ جہاز کے بادبان لپیٹ دیئے گئے۔ مسافروں میں افراتفری مچ گئی۔ جہاز بری طرح ڈولنے لگا۔ طوفان کا زور بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ جہاز بے قابو ہو کر طوفانی لہروں پر اِدھر اُدھر اُچھلنے لگا۔ آخر وہ بڑے بھیانک دھماکے کے ساتھ کسی سمندری چٹان سے ٹکرا کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ جہاز کے عرشے پر کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب جہاز چٹان سے ٹکرا کر دو ٹکڑے ہوا تو اس نے سفید سانپ کا مہرہ منہ میں رکھ لیا۔ اسی وقت وہ غائب ہو کر آسمان پر اوپر اُٹھ گیا۔ اور آہستہ آہستہ ہوا میں اُڑنے لگا۔ ناگ نے اوپر ہی سے دیکھا کہ جہاز کو طوفانی لہروں نے نگل لیا تھا اور اس کا نشان بھی باقی نہیں رہا تھا۔ اس نے سمندر کے اوپر جہاں جہاز ڈوبا تھا ایک چکر لگایا کہ شاید کوئی مسافر بچا ہو تو وہ اسے اُٹھا کر لے جائے مگر جہاز کے سارے کے سارے مسافر بھی ڈوب چکے تھے۔

ناگ نے ایک طرف اُڑنا شروع کر دیا۔ اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کدھر جا رہا ہے۔ بادل چھائے ہوئے تھے اور بارش اسی طرح موسلا دھار ہو رہی تھی۔ ناگ کو اُڑتے کافی دیر گذر گئی تو بارش تھمی اور بادلوں میں سے سورج کی سُرخ روشنی نے جھانکا۔ ناگ نے اندازہ لگایا کہ سورج غروب ہو رہا ہے۔ وہ اُڑتا چلا گیا۔ شام ہو رہی تھی کہ اس کو دُور ساحل کی روشنیاں دکھائی دیں۔ اس کی جان میں جان آئی۔ اگرچہ اُڑتے اُڑتے وہ ایک پل کے لیے بھی نہیں تھکا تھا مگر وہ تنگ آ گیا تھا۔ روشنیاں قریب آنے لگیں۔

آخر ناگ سمندر کے ساحل پر ایک جگہ چٹانوں کے

قریب ریت پر اُتر آیا۔ زمین پر اُترتے ہی وہ ظاہر ہو گیا۔ اس نے مہرہ منہ سے نکال کر جیب میں رکھا اور شہر کی طرف روانہ ہوا۔ چلتے چلتے وہ ایک پتھریلی سڑک پر آ گیا۔ ایک گھوڑا گاڑی تیزی سے گذر گئی۔ ناگ نے ہاتھ دیا۔ گاڑی نہ ٹھہری۔ کچھ دیر بعد ایک اور گھوڑا گاڑی گذری تو ناگ نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دُور جا کر سڑک پر گاڑی رُک گئی۔ ناگ بھاگ کر اس کے پاس گیا۔ ایک خوب صورت عورت نے سر باہر نکال کر ناگ کو دیکھا:

"تم کون ہو؟"

ناگ نے کہا: "میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں۔ اپنی ایک بہن کی تلاش میں یہاں آیا تھا جو گم ہو گئی ہے۔ کیا آپ مجھے شہر لے چلیں گی؟"

عورت مسکرائی اور ناگ کو گاڑی میں بٹھا لیا۔ گاڑی اندر سے بڑی خوب صورت تھی۔ ایک میٹھی خوشبو پھیلی تھی۔ عورت سُرخ و سپید تھی۔ سر پر زرد تنکوں والا بڑا ہیٹ پہن رکھا تھا۔ جس میں کاغذ کے پھول لگے تھے۔ اس کا گاؤن پھولا ہوا تھا۔ اس نے ناگ سے پوچھا:

"تمہاری بہن کہاں کھو گئی تھی؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کہا: "وہ مصر میں ہمارے مکان کے باہر کھیل رہی تھی کہ بردہ فروش اسے اُٹھا کر لے گئے میں اس کی تلاش میں ایک سمندری جہاز میں سفر کر رہا تھا کہ جہاز غرق ہو گیا۔ میں بڑی مشکل سے یہاں ساحل تک پہنچا ہوں۔ اس شہر کا نام کیا ہے؟"

خوب صورت عورت نے کہا: "تم وینس شہر میں ہو نہروں اور پھولوں کا شہر ہے۔ میرا نام ازابیلا ہے میں اس شہر کے ایک رئیس کی بیٹی ہوں۔"

ناگ نے کہا: "آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ بس آپ مجھے شہر لے جا کر چھوڑ دیجئے گا۔"

ازابیلا نے مسکرا کر کہا: "تم اجنبی ہو۔ کہاں جاؤ گے اور پھر تم اپنی بہن کی تلاش میں ہو۔ پریشان ہو گے۔ تم ہماری حویلی میں ٹھہر جاؤ۔ جب تمہیں بہن مل جائے تو بے شک واپس چلے جانا۔"

ناگ نے کچھ سوچ کر کہا: "شکریہ۔ میں آپ کا احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔"

ناگ نے سوچا کہ جب تک اسے یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ سپین کو سمندری جہاز وہاں کب اور کس روز جاتا ہے وہ اسی خوب صورت عورت ازابیلا کی حویلی میں ہی

رہے گا۔ گاڑی اب شہر میں داخل ہو گئی تھی۔ دکانوں پر تیل کے چراغ روشن تھے۔ گھوڑوں کے سُم اینٹوں سے بنی ہوئی سڑکوں پر آواز پیدا کر رہے تھے۔ شام کے بعد رات کا اندھیرا بازاروں میں اُتر آیا تھا۔ گاڑی ایک جگہ رُک گئی۔ ازابیلا نے ناگ کو ساتھ لیا اور گاڑی سے باہر آ گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ سامنے پانی میں مکان کھڑے تھے۔ یہ نہریں اس شہر کی گلیاں تھیں۔ نہروں میں کشتیاں چل رہی تھیں جن کو یہاں کے لوگ گنڈولا کہتے تھے۔

ایک شاندار کشتی فوراً وہاں آ گئی جسے دو حبشی چلا رہے تھے۔ ازابیلا نے ناگ کو ساتھ لیا اور کشتی میں سوار ہو گئی۔ کشتی نہروں سے ہوتی۔ کئی ایک مکانوں کے آگے سے گذر کر ایک پُل کے نیچے سے نکل کر بائیں جانب ایک حویلی کے باہر والے برآمدے کے ساتھ آ کر لگ گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ حویلی تین منزلہ تھی اور قلعے کی طرح کی تھی۔ اس کی لمبی لمبی کھڑکیوں میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ بڑی پُراسرار سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ دو حبشی غلام ازابیلا کو لینے وہاں کھڑے تھے۔ ازابیلا کو انہوں نے جھک کر سلام کیا۔ ازابیلا نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"انہیں مہمان خانے میں پہنچا دو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور خود بڑی شان سے چلتی حویلی کے صدر دروازے میں داخل ہو گئی۔ حبشی غلاموں نے بڑی حقارت بھری نظروں سے ناگ کی طرف دیکھا۔ ایک نے دوسرے سے اپنی زبان سے کہا:

"یہ تو کوئی قصاب لگتا ہے۔ کہاں سے آ گیا یہ سوٗر؟"

دوسرا بولا: "چھوٹی بیگم صاحبہ بھی خوب ہیں۔ ہر کسی اُلو کے پٹھے کو اُٹھا لاتی ہیں۔"

انہیں کیا خبر تھی کہ ناگ اُن کی زبان خوب سمجھتا ہے۔ ناگ نے کوئی بات نہ کی۔ ایک حبشی نے اشارہ کیا اور ناگ سے وینس کی عام زبان میں کہا:

"چلو۔"

حبشی ناگ کو لے کر حویلی کے پچھواڑے ایک کمرے میں آ گیا۔ تنگ سا نیچی چھت والا کمرہ تھا۔ لکڑی کے پلنگ پر گدا بچھا تھا۔ لمبی کھڑکی کے پاس میز پر پانی کا جگ اور ٹب رکھا تھا۔ غسل خانہ ساتھ ہی بنا ہوا تھا۔ دیوار پر گول شیشہ لگا تھا۔ طاق میں موٹی موم بتی رکھی تھی۔ حبشی نے موم بتی روشن کی اور ناگ سے سختی سے پوچھا:

"کیا کھاؤ گے؟"

ناگ نے بڑی نرمی سے کہا: "میں صرف کافی اور

ڈبل روٹی لوں گا شکر

حبشی نے نفرت سے منہ بنایا اور دروازہ زور سے بند کر کے چلا گیا۔ ناگ نے غسل خانے میں جا کر منہ ہاتھ دھویا۔ ال ٹھیک کیے۔ بھیگے ہوئے کپڑوں کو نچوڑ کر پھر پہن لیا۔ ور پلنگ پر آ کر ماریا اور عنبر کے بارے میں غور کرنے لگا کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہوں گے۔ اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ صبح اُٹھتے ہی وہ بندرگاہ پر جا کر یہ معلوم کرے گا کہ سپین کو جہاز کب روانہ ہوتا ہے اور پھر اس جہاز پر سوار ہو کر اس شہر اور حویلی کو چھوڑ دے گا۔ یسے بھی اس کا اس حویلی میں کوئی کام نہیں تھا۔

کچھ دیر بعد حبشی اس کے لیے کافی اور ڈبل روٹی لے کر آ گیا۔ یہ چیزیں میز پر رکھ کر اس نے اپنی حبشی زبان میں گویا اپنے آپ سے کہا:

"کھاؤ سوٗر کے بچے۔"

ناگ نے اسی حبشی کی زبان میں کہا:

"تم بھی کھاؤ سوٗر کے بچے۔"

حبشی پر تو جیسے بجلی گر پڑی:

"کیا — کیا تم ہماری زبان ...."

"ہاں —" ناگ نے کہا: "میں تمہاری زبان جانتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ اس سے پہلے کہ میں تمہاری گردن اتار کر تمہارے ہاتھ پر رکھ دوں یہاں سے باہر دفع ہو جاؤ۔"

ناگ کے ان الفاظ پر حبشی ڈر کر باہر نکل گیا۔ ناگ نے تھوڑی سی ڈبل روٹی کھائی اور کافی پینے لگا۔ اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن وہ اپنے آپ کو ذرا گرم کرنا چاہتا تھا۔ رات کے کھانے پر ازابیلا نے ناگ کو اپنے باپ سے ملایا۔ ادھیڑ عمر کا شخص بڑا شریف رئیس تھا۔ ازابیلا اس کی اکلوتی بیٹی تھی اور کروڑوں کی جائیداد کی مالک تھی۔ ناگ نے ان کے ساتھ مل کر بڑا پرتکلف کھانا کھایا۔ ازابیلا اسے چھوڑنے اس کے کمرے تک آئی۔ ناگ اس کی مہمان نوازی سے بڑا متاثر ہوا۔ ازابیلا شب بخیر کہہ کر چلی گئی۔ ناگ بستر پر لیٹ گیا۔

اس نے موم بتی گل کر دی تھی۔ لمبی کھڑکی میں سے چاند کی کرنیں اندر آ رہی تھیں اور کمرہ نیم روشن ہو گیا تھا۔ باہر وینس کی نہروں میں دور کسی کشتی والے کے گانے کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی۔ ازابیلا نے کھانے پر ناگ کو بتایا تھا کہ وینس میں نہر کے اوپر ایک پل ہے جس کو آہوں کا پل کہتے ہیں۔ اس پل کے اوپر ایک پرانی حویلی بنی ہوئی

ہے جس میں برسوں سے کوئی نہیں رہتا۔ آدھی رات کے بعد اس حویلی میں سے کسی عورت کے آہیں بھرنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس آواز کو پل کے نیچے سے گزرتے کشتی بانوں نے کئی بار سنا ہے۔ ناگ پلنگ پر لیٹا اس آہوں کے پل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

رات بڑی خاموش تھی۔ اسے ایسا سنائی دیا جیسے باہر حویلی کے دالان میں پتھروں پر دو تین آدمی دبے پاؤں چل رہے ہیں۔ ان کے قدموں کی آواز ناگ کو صاف سنائی دے رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ نوکر ہوں گے جو رات کو حویلی میں پہرہ دیتے ہیں۔ وہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے ابھی آنکھیں بند ہی کی تھیں کہ حویلی میں نوکروں کا شور مچ گیا۔ ناگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ شور بڑھتا گیا۔ پھر ایسی آوازیں آئیں جیسے کوئی کسی کو پکڑنے کے لیے کہہ رہا ہو۔ ایسا لگتا تھا کہ حویلی میں چور گھس آئے ہیں۔ ناگ جلدی سے اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ حبشی ملازم افراتفری میں ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ ناگ نے ایک کو پکڑ کر پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔ اس نے کانپتی آواز میں بتایا کہ ڈاکو ازابیلا کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ناگ کے پیروں تلے کی زمین نکل گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ بھاگا بھاگا اوپر کی سیڑھی کے کمرے کی طرف گیا۔ وہاں ازابیلا کا باپ سر پکڑے اداس اور پریشان بیٹھا تھا۔ معلوم ہوا کہ چار ڈاکو اس کے کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونسا اور پھر ازابیلا کو اٹھا کر لے گئے۔ ناگ نے ازابیلا کے باپ کو تسلی دی اور کہا کہ وہ ازابیلا کو ضرور ڈھونڈ نکالے گا۔

"آپ پریشان نہ ہوں۔ میں ابھی اس کی تلاش میں جاتا ہوں۔"

ناگ آدھی رات کو ہی حویلی سے باہر نکل آیا اور جدھر ڈاکو گئے تھے اُدھر کو چل پڑا۔ وینس کی گلیاں سنسان پڑی تھیں۔ کونوں پر کہیں کہیں تیل کے لیمپ روشن تھے۔ مکانوں میں بھی اندھیرا تھا۔ ناگ نے مہرہ منہ میں رکھا اور غائب ہو کر ہوا میں اڑنے لگا۔ وہ غیبی پرندے کی طرح اندھیری گلیوں میں اِدھر اُدھر اُڑتا پھر رہا تھا۔ ڈاکوؤں کا کہیں سراغ نہیں مل رہا تھا۔ سب مکانوں میں اندھیرا تھا۔ ناگ اُڑتا اُڑتا نہروں کے اُوپر آ گیا۔ ہر طرف پانی میں مکان کھڑے تھے۔ ناگ نے ایک پُل دیکھا جو پانی کے اوپر دو مکانوں کو آپس میں ملا رہا تھا اور اس پل پر ایک سہ نشین بنی ہوئی تھی جو اوپر سے

بند تھی اور کھڑکیوں پر لکڑی کی جالیاں لگی تھیں۔ اچانک ناگ کو ازابیلا کا بتایا ہوا آہوں کا پُراسرار پل یاد آ گیا۔ یہی وہ حویلی تھی جس میں سے آدھی رات کو کسی عورت کی رُوح کی آہیں بھرنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ناگ نے سوچا کہیں ڈاکو ازابیلا کو لے کر اسی حویلی میں تو نہیں چھپے ہوئے؟ ناگ آہوں کے پُل کی طرف اُڑنے لگا۔

وہ پُل کے نیچے سے اُڑ کر دوسری طرف نکل گیا۔ ادھر پُراسرار اُجڑی ہوئی حویلی کا صحن تھا۔ ناگ اس صحن میں اُتر گیا۔ گرد آلود صحن کے پتھروں پر اُترتے ہی وہ ظاہر ہو گیا۔ ناگ نے سوچا کہ اسے سانپ کی شکل میں حویلی کی تلاشی لینی چاہیے تاکہ ڈاکو اسے انسانی شکل میں دیکھ کر وہاں سے فرار نہ ہو جائیں۔ ناگ نے گہرا سانس بھرا اور چھوٹا سا سیاہ سانپ بن کر رینگتا ہوا حویلی کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

سیڑھیوں میں گھپ اندھیرا تھا۔ لیکن سانپ بن جانے کے بعد ناگ اب اندھیرے میں بھی اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر حویلی کی دوسری منزل کے دروازے پر آ گیا۔ دروازہ بند تھا اور اندر گہری موت ایسی خاموشی تھی۔ سانپ ایک سوراخ میں سے گذر کر حویلی کے پہلے بڑے کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں پرانے زمانے کی لکڑی کا فرنیچر پڑا تھا

تھا جس پہ گرد کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ دیوار پر تصویریں لگی تھیں۔ جن میں سے کچھ تصویریں ٹیڑھی ہو گئی تھیں۔ چھت سے جالے لٹک رہے تھے۔ آتشدان میں بھی مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ ناگ فرش پہ رینگتا دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ اس کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔ ناگ نے ذرا سا زور لگایا۔ دروازہ اندر سے کسی نے بند کر رکھا تھا۔ اچانک کمرے میں سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے کوئی ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھر رہا ہو۔ یہ آوازیں پہلے دور سے آ رہی تھیں پھر ناگ کے بالکل قریب آگئیں۔ ناگ کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے!!

یہ سرد آہیں کس کی تھیں؟
انڈابیلا کو ناگ نے ڈاکوؤں کے جنگل سے کیسے بچایا؟
ماریا کی انسانی بلی سے پھر کہاں ملاقات ہوئی؟
اور عنبر کس طرح مایا مندر میں پہنچا۔
ماریا ناگ عنبر سیریز کی قسط نمبر ۱، بعنوان "سانپوں کا جنگل" میں پڑھیے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمران، ریحان ایڈونچر

سُناتا، جالانگ اور پادری

مصنّف: اے حمید

- پاگل رابن ہڈ کیا چاہتا تھا؟
- مورچے میں موجود لڑکی کون تھی؟
- عمران نے نرس کا رُوپ کیوں دھارا؟
- جیل، شکنجہ، پھانسی کی کوٹھڑی اور پادری۔
- عمران مَوت کے مُنہ سے کیسے نکلا؟

اِن سب سوالات کے جوابات کے لیے عمران ریحان ایڈونچر کی کہانی "سُناتا، جالانگ اور پادری" پڑھیے، شائع ہو گئی ہے۔

قیمت: پانچ روپے

نیا مکتبہ اقراء

۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ریٹائرڈ انسپکٹر رضوی، مراد اور موتی کے کارناموں پر مشتمل

ستار طاہر کے ۲۴ ناول

نمبر	ناول	قیمت	نمبر	ناول	قیمت
۱	قتل کی رات	۴/-	۱۳	ڈھول کا پول	۴/-
۲	قاتلوں کا تعاقب	۴/-	۱۴	موتی بڑھیا اور گلیکسی	۴/-
۳	خطرناک راہیں	۴/-	۱۵	اصلی نقلی	۴/-
۴	انصاف کا دن	۴/-	۱۶	فصیل کا راز	۴/-
۵	لکڑی کی چابی	۴/-	۱۷	جس رات شہر میں قتل ہوا	۴/-
۶	مکھی کا قتل	۴/-	۱۸	بھوت اور موتی	۴/-
۷	نیلی آنکھیں	۴/-	۱۹	ایک سے بڑھ کر ایک	۴/-
۸	زندہ قبر	۴/-	۲۰	موتی اور سمگلر	۴/-
۹	اندھا لڑکا اور موتی	۴/-	۲۱	ٹیلی فون پر موت	۴/-
۱۰	موتی کا اغوا	۴/-	۲۲	پیلا لفافہ	۴/-
۱۱	موتی آسمان پر	۴/-	۲۳	شیشے کا آدمی (زیرِ طبع)	۴/-
۱۲	موتی کی واپسی	۴/-	۲۴	برف پر خون (زیرِ طبع)	۴/-

یہ ناول آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے خریدیے یا براہِ راست ہم سے منگوائیے!

مکمل سیٹ منگوانے کی صورت میں محصول ڈاک ہمارے ذمہ ہوگا!

مکتبہ اِقرأ - ۱۴ - بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور